بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد
74

ایڈیٹر
منصور احمد

شمارہ
50

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly
BADAR Qadian

www.akhbarbadr.in

❁19 جمادی الثانی 1447 ہجری قمری ❁11 /فتح 1404 ہجری شمسی ❁ 11 /دسمبر 2025ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ لَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّ بِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡجَارِ الۡجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ وَ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا

(النساء: ۳۷)

ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جنکے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقینا اللہ اسکو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے والا ہو۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 5 /دسمبر 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

مخلوقات اللہ تعالیٰ کا خاندان ہے

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: ’’إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ: يَا ابۡنَ آدَمَ، مَرِضۡتُ فَلَمۡ تَعُدۡنِي، قَالَ يَا رَبِّ: كَيۡفَ أَعُودُكَ وَأَنۡتَ رَبُّ الۡعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمۡتَ أَنَّ عَبۡدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمۡ تَعُدۡهُ؟ أَمَا عَلِمۡتَ أَنَّكَ لَوۡ عُدۡتَهُ لَوَجَدۡتَنِي عِنۡدَهُ؟ يَا ابۡنَ آدَمَ، اسۡتَطۡعَمۡتُكَ فَلَمۡ تُطۡعِمۡنِي، قَالَ يَا رَبِّ: وَكَيۡفَ أُطۡعِمُكَ وَأَنۡتَ رَبُّ الۡعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمۡتَ أَنَّهُ اسۡتَطۡعَمَكَ عَبۡدِي فُلَانٌ؟ فَلَمۡ تُطۡعِمۡهُ، أَمَا عَلِمۡتَ أَنَّكَ لَوۡ أَطۡعَمۡتَهُ لَوَجَدۡتَ ذٰلِكَ عِنۡدِي؟ يَا ابۡنَ آدَمَ، اسۡتَسۡقَيۡتُكَ فَلَمۡ تَسۡقِنِي، قَالَ يَا رَبِّ: كَيۡفَ أَسۡقِيكَ وَأَنۡتَ رَبُّ الۡعَالَمِينَ؟ قَالَ: اسۡتَسۡقَاكَ عَبۡدِي فُلَانٌ، فَلَمۡ تَسۡقِهِ، أَمَا إِنَّكَ لَوۡ سَقَيۡتَهُ وَجَدۡتَ ذٰلِكَ عِنۡدِي‘‘

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ عزوجل قیامت کے روز فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا۔ اے میرے رب! میں تیری عیادت کیسے کرتا جبکہ تو ساری دنیا کا پروردگار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تجھے پتہ نہیں چلا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا تو تُو نے اس کی عیادت نہیں کی تھی۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو مجھے اس کے پاس پاتے۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو تو نے مجھے کھانا نہیں دیا۔ اس پر ابن آدم کہے گا۔ اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا جب کہ تو تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تجھے یاد نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تھا تو تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا۔ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تم اسے کھانا کھلاتے تو تم میرے حضور اس کا اجر پاتے۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے مجھے پانی نہیں پلایا تھا۔ ابن آدم کہے گا۔ اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جب کہ تو ہی سارے جہانوں کا رب ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا۔ مگر تم نے اسے پانی نہ پلایا۔ اگر تم اس کو پانی پلاتے تو اس کا اجر میرے حضور پاتے۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل عیادۃ المریض)

نوع انسان سے ہمدردی کرو مت خیال کرو ہندو ہے کہ عیسائی

فرمودات عالیہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اس بات کو بھی خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے دو حکم ہیں اول یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نہ اس کی ذات میں نہ صفات میں نہ عبادات میں اور دوسرے نوع انسان سے ہمدردی کرو اور احسان سے یہ مراد نہیں کہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں ہی سے کرو بلکہ کوئی ہو۔ آدم زاد ہو اور خدا تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی بھی ہو۔ مت خیال کرو کہ وہ ہندو ہے یا عیسائی۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا انصاف اپنے ہاتھ میں لیا ہے، وہ نہیں چاہتا کہ تم خود کرو۔ جس قدر نرمی تم اختیار کرو گے اور جس قدر فروتنی اور تواضع کرو گے اللہ تعالیٰ اسی قدر تم سے خوش ہوگا۔ اپنے دشمنوں کو تم خدا تعالیٰ کے حوالے کرو۔ قیامت نزدیک ہے تمہیں ان تکلیفوں سے جو دشمن تمہیں دیتے ہیں گھبرانا نہیں چاہئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تم کو ان سے بہت دکھ اٹھانا پڑے گا کیونکہ جو لوگ دائرہ تہذیب سے باہر ہو جاتے ہیں ان کی زبان ایسی چلتی ہے جیسے کوئی پل ٹوٹ جاوے تو ایک سیلاب پھوٹ نکلتا ہے۔ پس دیندار کو چاہئے کہ اپنی زبان کو سنبھال کر رکھے۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 130)

پھر فرماتے ہیں: ’’دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں۔ حالانکہ اس کو تو کوئی تکلیف اس نے نہیں دی، مگر نہیں۔ اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حُسنِ سلوک گویا مالک کے ساتھ حُسنِ سلوک ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 215-216 جدید ایڈیشن)

تفسیر کبیر سے اقتباس

اصل خوبصورتی خدمت خلق کرنے میں اور غریبوں سے ہمدردی کرنے میں ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الغاشیہ کی آیت نمبر 9 وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاعِمَۃٌ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

حقیقت یہی ہے کہ ایک ہی چیز کو انسان بعض حالات میں اچھا اور بعض حالات میں برا سمجھنے لگ جاتا ہے اور محبت یا نفرت کی وجہ سے شکلیں بھی بدل جاتی ہیں۔ ہم نے بیسیوں میاں بیوی کی لڑائیاں دیکھی ہیں پہلے وہ ایک دوسرے کے عاشقِ زار ہوتے ہیں اور میاں سمجھتا ہے کہ خدا نے مجھے دنیا کی حسین ترین بیوی عطا فرمائی ہے مگر جب لڑائی ہو جاتی ہے تو خاوند کہتا ہے کہ اس کی شکل ہی اتنی بری ہے کہ دیکھنے کے قابل ہی نہیں۔ غرض نَاعِمَۃٌ کے اگر ظاہری معنے لئے جائیں تو وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاعِمَۃٌ کا مفہوم یہ ہوگا کہ وہ ایسے مقبولِ جہاں ہو جائیں گے کہ لوگوں کو حسین نظر آنے لگ جائیں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ ان کی شکلیں بھی حسین ہوں بلکہ وہ دنیا کو حسین اور خوبصورت معلوم ہونے لگ جائیں گے۔ جب وہ دنیا کے محسن ہوں گے، جب وہ خدمت خلق کرنے والے ہوں گے، جب وہ یتامیٰ سے حُسنِ سلوک کرنے والے ہوں گے، جب وہ غریبوں سے ہمدردی کرنے والے ہوں گے، جب وہ گرے ہوئے لوگوں کو اٹھانے والے ہوں گے تو وہ لوگ دنیا کو تمام دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ خوبصورت اور اچھے نظر آنے لگ جائیں گے اور دوسرے لوگوں کے چہرے ان کے مقابلہ میں انہیں حسین نظر نہیں آئیں گے۔ پس اگر ہم اس کے ظاہری معنے لیں تب بھی وہ صحیح ہوں گے مگر اس طرح نہیں کہ ان کی شکلیں خوبصورت ہو جائیں گی بلکہ جیسے محاورہ کے طور پر کہتے ہیں پرنالہ چلتا ہے اور مراد یہ ہوتا ہے کہ پرنالہ میں پانی چلتا ہے اسی طرح اس کا یہ مطلب ہوگا کہ وہ اپنے احسان کی وجہ سے حسین نظر آنے لگ جائیں گے۔ جب ان میں احسان کا مادہ ہوگا، جب ان میں نیکی ہوگی، جب ان میں عفت ہوگی، جب ان میں حُسنِ سلوک کا جذبہ ہوگا تو وہ لوگوں کو بے انتہا پیارے لگنے لگ جائیں گے پس وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاعِمَۃٌ میں صحابہ کے یا مومنوں کے اخلاق فاضلہ کی طرف اشارہ ہے یعنی ایسے اعلیٰ درجہ کے اخلاق اور حسنِ سلوک کی خدا ان کو توفیق عطا فرمائے گا کہ وہ دنیا کی نگاہ میں بڑے خوبصورت اور حسین نظر آئیں گے اور اگر اس سے تقویٰ اور علم مراد ہو تو وہ ظاہر ہی ہے اس کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ (تفسیر کبیر جلد 12 صفحہ 125)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

یوم الجمعہ۔صداقت احمدیت کا سدا بہار نشان!

قرآن مجید کی سورۃ الجمعہ وہ مبارک سورۃ ہے جس میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی خوشخبری دی گئی ہے کہ مسلمان جب ایمان اور قرآن سے بے خبر ہو جائیں گے اور ایمان و قرآن ان سے اتنی دور چلا جائے گا جتنا کہ ثریا ستارہ دُور ہے تو اللہ تعالیٰ ایک شخص فارصی الاصل کو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق امت محمد یہ میں پھر سے اسلام کو از سر نو زندہ کرنے کیلئے مبعوث کریگا اور وہ آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اور آپ کے بروز کے طور پر وہی جلیل القدر خدمات اسلامی سرانجام دیگا جو کہ آنحضور ﷺ نے فرمائی تھیں جس طرح آنحضرت ﷺ نے آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی تھی جس طرح آپ نے تزکیہ نفوس کیا تھا جس طرح آپ نے کتاب مجید سکھائی تھی اور جس طرح آپ نے حکمت کے موتی تقسیم کئے تھے وہ بھی آپ کی غلامی میں ان خدمات کو سرانجام دیگا۔

قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے اکمل و اتم شریعت کا درجہ عطا فرمایا ہے اور قرآن مجید سے پہلے نازل ہونے والی کسی شریعت نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ حدیث سے ثابت ہے کہ جس روز آیت اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا (المائدہ:4) نازل ہوئی وہ جمعہ کا مبارک دن تھا۔ گویا تکمیل ہدایت جمعہ کے مباک دن ہوئی اور تکمیل اشاعت ہدایت کیلئے جو حسب آیت سورۃ الجمعہ آنحضرت ﷺ کے بروز کے ذریعہ ہونی تھی اسکے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے زمانہ کا چھٹا دن جو کہ جمعہ کا قائم مقام ہے مقرر فرمایا تھا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جیسا کہ تکمیل ہدایت قرآن چھٹے دن ہوئی تھی (جو جمعہ کا دن ہے) ایسا ہی تکمیل اشاعت ہدایت قرآن کیلئے الف ششم مقرر کیا گیا جو بموجب نص قرآنی چھٹے دن کے حکم میں ہے اور جیسا کہ تکمیل ہدایت قرآنی کا چھٹا دن جمعہ تھا ایسا ہی ہزار ششم میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے جمعہ کا مفہوم مخفی ہے یعنی جیسا کہ جمعہ کا دوسرا حصہ تمام مسلمانوں کو ایک مسجد میں جمع کرتا ہے اور متفرق ائمہ کو معطل کر کے ایک ہی امام کا تابع کر دیتا ہے اور تفرقہ کو درمیان سے اٹھا کر اجتماعی صورت مسلمانوں میں پیدا کر دیتا ہے یہی خاصیت الف ششم کے آخری حصہ میں ہے یعنی وہ بھی اجتماع کو چاہتا ہے۔ اسی لئے لکھا ہے کہ اس وقت اسم ہادی کا پرتو ایسے زور میں ہوگا کہ بہت دور افتادہ دلوں کو بھی خدا کی طرف کھینچ لائے گا۔ اور اسی کی طرف اشارہ اس آیت میں ہے کہ وَنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَجَمَعۡنٰھُمۡ جَمۡعًا (الکہف:100) پس یہ جمع کا لفظ اس روحانی جمعہ کی طرف اشارہ ہے۔ (تحفہ گولڑویہ 161 تا 162)

خلاصہ مذکورہ تمام عبارت کا یہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کا ذکر سورۃ الجمعہ میں ہے اور تکمیل ہدایت بھی جمعہ کے روز ہوئی اور تکمیل اشاعت ہدایت بھی چھٹے ہزار سال میں ہوئی۔ یعنی وہ زمانہ جو جمعہ کے دن کی یاد دلاتا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ کا مبارک دن آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ میں اپنی عظمت و شان کے ساتھ پوری دنیا میں ظاہر ہوگا جسکا ذکر قرآن مجید میں وَنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَجَمَعۡنٰھُمۡ جَمۡعًا میں بھی کیا گیا ہے۔ اور جس کا ذکر آیت قرآنی ھُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡھِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ (الصّف:10) میں بھی مذکور ہے اور جس کے مطابق اکثر بزرگان سلف اور مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ پوری دنیا میں ادیان باطلہ پر اسلام کا غلبہ امام مہدی کے زمانے میں ہوگا۔

پس آج جماعت احمدیہ میں جو جمعہ کا دن منایا جاتا ہے وہ اس شان کا ہے کہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ کے امام اور خلیفہ ایسے ہیں کہ ہر جمعہ کے روز انکا خطبہ پوری دنیا میں سنا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ میں اللہ تعالیٰ نے تکمیل اشاعت ہدایت کے جو سامان مہیا فرما دیئے ہیں انکے ذریعہ احمدی جواب بفضلہٖ تعالیٰ پوری دنیا میں موجود ہیں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے خلیفہ برحق کا مبارک خطبہ دنیا میں ہر جگہ سنتے اور دیکھتے ہیں اور ایشیا، افریقہ، یورپ، امریکہ اور جزائر میں ہر جگہ آیت قرآنی فَجَمَعۡنٰھُمۡ جَمۡعًا کا نظارہ ہر جمعہ کے روز 24 گھنٹے نظر آتا ہے اور اگلے جمعہ دنیا بھر کی احمدیہ مساجد میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

پس سورۃ الجمعہ کی مبارک سورۃ میں جس جمعہ کا ذکر ہے اور جو تکمیل ہدایت جمعہ کے روز ہوئی تھی اور جو تکمیل اشاعت ہدایت ہزار ششم میں ہو رہی ہے زمانہ کے لحاظ سے جمعہ کا دن ہے آج اسکی صدا بہار شان سوائے جماعت احمدیہ کے اور کہیں نظر نہیں آتی اور یہ بات ہر جمعہ کے روز ببانگ دہل اعلان کرتی ہے کہ

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

دوسری طرف آج غیر احمدی دنیا میں جمعہ کی جو حالت ہو چکی ہے وہ بھی ایک قابل عبرت نشانی ہے۔ اکثر مسلم ممالک میں اور مسلم اکثریتی علاقوں میں جمعہ کے روز جمع ہونے والی بھیڑ کو صرف ایجی ٹیشنوں، ہڑتالوں اور دھرنوں کیلئے استعمال کیا جارہا ہے۔ کہاں عالمگیر طور پر جمعہ ہدایت و روحانیت کا مینار اور کہاں جمعہ کا استعمال بطور یوم الفساد۔ ہائے افسوس آنے والے مہدی کا انکار کر کے تم لوگ کہاں پہنچ گئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ پس ہم احمدیوں کو جمعہ کے دن کی قدر کرنی چاہئے اور جمعہ کی عبادت کو اہمیت دیتے ہوئے اس روز اپنے پیارے امام کے خطبہ کو باقاعدگی سے سننا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ درد بھری آواز سنو!

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اَے آوارگانِ دشتِ خار

❀ ❀ ❀ ❀

اسلام سے نہ بھاگو! راہِ ھُدیٰ یہی ہے

(منظوم کلام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اسلام سے نہ بھاگو! راہِ ھُدیٰ یہی ہے   اے سونے والو جاگو! شمس الضُحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا   اَب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے
وہ دِلستاں نہاں ہے کس رہ سے اُس کو دیکھیں   اِن مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے
باطن سِیہ ہیں جن کے اِس دیں سے ہیں وہ منکر   پر اَے اندھیرے والو! دِل کا دِیا یہی ہے
دنیا کی سب دُکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالیں   آخر ہوا یہ ثابت دَارُالشفا یہی ہے
سب خشک ہوگئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے   ہر طرف میں نے دیکھا بُستاں ہرا یہی ہے
دنیا میں اِس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت   پی لو تم اِس کو یارو آبِ بقا یہی ہے
اِسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج   پر دیکھتے نہیں ہیں دُشمن بلا یہی ہے
جب کُھل گئی سچائی پھر اُس کو مان لینا   نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے
یوسف تو سُن چکے ہو اِک چاہ میں گرا تھا   یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے
اِسلام کے محاسن کیونکر بیاں کروں میں   سب خشک باغ دیکھے پھولا پھلا یہی ہے
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا   نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر   لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے   اُس پر ہر اک نظر ہے بدرالدّجیٰ یہی ہے
دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں   قرآں کے گِرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے
جس کی دُعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر   ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے
اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دُکھانا   گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے
اِس دیں کی شان و شوکت یارب مجھے دکھادے   سب جھوٹے دیں مٹادے میری دُعا یہی ہے
کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق   اِس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

❀ ❀ ❀ ❀ ❀

کیا آپ ہر روز اِن دعاؤں کا وِرد کرتے ہیں؟

سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

ترجمہ:: پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ، پاک ہے اللہ جو بہت عظیم ہے، اَے اللہ رحمتیں بھیج، محمد ﷺ پر اور آپؐ کی آل پر ☆

......☆......☆......☆......

أَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡبٍ وَّأَتُوۡبُ اِلَیۡہِ

ترجمہ:: مَیں، اللہ سے جو میرا ربّ ہے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف جھکتا ہوں ☆

......☆......☆......☆......

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ

ترجمہ:: اے میرے ربّ ہر ایک چیز تیری خادم ہے، پس اَے میرے ربّ مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے ✡ وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے
حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے ✡ جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وسیع رحمت، وسعت حوصلہ اور عفو و درگزر کی ایک روشن ترین مثال ہے کہ قدم قدم پر منافقین کی طرف سے خطرناک سازشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس میں دکھ، تکلیف اور قتل تک کی سازشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ منافق یہ سازشیں کر رہے ہیں اور پھر اس حالت میں رنگے ہاتھوں پکڑے بھی جاتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہر موقع پر انہیں معاف فرماتے رہے۔ صرف وہاں سزا دی کہ جہاں ریاست اور نظام کو خطرہ تھا اور وہاں بھی صرف اس حد تک کارروائی کی گئی کہ وہ خطرہ ختم ہو جائے ورنہ وہاں بھی سخت سزائیں نہیں دی گئیں جبکہ دی جا سکتی تھیں

جس خدا نے بدر کے میدان میں ناقابل یقین انداز میں مسلمانوں کو کامیابی سے نوازا اور پھر جنگ حنین تک اس کی مسلسل تائید و نصرت مسلمانوں کو کامیابی سے نوازتی رہی اور ہر خطرناک موقع پر خود اللہ تعالیٰ کی حفاظت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شامل حال رہی۔ کچھ یہی واقعات یہاں (غزوۂ تبوک میں) بھی دہرائے گئے

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے مدینہ کے لیے روانہ ہوئے تو منافقین کی ایک جماعت نے آپؐ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور یہ طے کیا کہ آپؐ کو راستے میں کسی گھاٹی کی چوٹی سے گرا دیں گے لیکن عین وقت پر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو منافقین کی اس سازش سے آگاہ کر دیا جس پر آپؐ نے اعلان کروا دیا کہ کوئی بھی گھاٹی کی طرف سے نہیں جائے گا سوائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھ تین صحابہؓ کے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ میں کچھ لوگ ہیں کہ نہ ہم کسی جگہ چلے اور نہ ہم کسی وادی میں اترے مگر وہ ہمارے ساتھ ساتھ ہی تھے۔ انہیں بیماری نے ہمارے ساتھ نکلنے سے روک رکھا ہے۔ ہم ان کے مجاہد ہیں اور وہ گھروں میں بیٹھے رہنے والے ہمارے ساتھی ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان کی دعا دشمنوں پر ہمارے ہتھیاروں سے زیادہ کارگر ہے

غزوۂ تبوک سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لیے مدینہ کے لوگ کیا مرد اور کیا عورتیں اور کیا بچے سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور دیدار و زیارت کے اشتیاق سے بیتاب ہو کر مدینہ سے باہر ثَنِيَّةُ الْوَدَاع کے پاس آ گئے اور یہ شعر پڑھنے لگے:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعٰى لِلّٰهِ دَاعٍ

کہ چودھویں کی رات کا چاند ہم پر ثَنِيَّةُ الْوَدَاع کی جانب سے طلوع ہوا۔ ہم پر اللہ کا شکر واجب ہو گیا ہے جب تک کہ اللہ کا کوئی نہ کوئی پکارنے والا رہے گا۔

غزوۂ تبوک میں پیش آمدہ واقعات کے تناظر میں سیرتِ نبویؐ کا پاکیزہ بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21 نومبر 2025ء بمطابق 21 نبوت 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

غزوۂ تبوک کے بارے میں بیان ہو رہا تھا۔ اس سفر کی مزید تفصیل آج بیان کروں گا۔ اس موقع پر منافقوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کا بھی ذکر ہوا ہے۔

اس کی تفصیل یوں ہے کہ غزوۂ تبوک کے پس پردہ دراصل یہود و نصاریٰ اور منافقین کی ایک مشترکہ سازش کارفرما تھی کہ جب ہر طرف سے ان کے منصوبے ناکام ہو گئے اور وہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے، کئی مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی کوشش بھی ناکام ہو گئی تو یہ منصوبہ بندی ان کا ایک آخری حربہ تھا اور اگر پہلے کی طرح خدائی تائید و نصرت نہ ہوتی تو کوئی شک نہیں کہ یہ منافقین کی کامیاب ترین کوشش ثابت ہوتی کیونکہ ہر قدم پر مسلمانوں کی تباہی ایک یقینی امر تھا۔ پہلے ہم یہی دیکھ چکے ہیں جہاں انہوں نے کوششیں کیں لیکن جس خدا نے بدر کے میدان میں ناقابل یقین انداز میں مسلمانوں کو کامیابی سے نوازا اور پھر جنگ حنین تک اس کی مسلسل تائید و نصرت مسلمانوں کو کامیابی سے نوازتی رہی اور ہر خطرناک موقع پر خود اللہ تعالیٰ کی حفاظت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شامل حال رہی۔ کچھ یہی واقعات یہاں بھی دہرائے گئے۔

مدینہ سے تبوک تک کا سفر گویا موت کی وادی کا سفر تھا۔ اس میں خیر و عافیت سے تبوک تک پہنچنا اور پھر واپسی کا سفر منافقین کے ہوش اڑا دینے کے لیے کافی تھا۔ پھر قیصر روم کی تائید یافتہ فوجی لشکروں کا بھاگ جانا یا خوف کی وجہ سے سامنا ہی نہ کرنا یہ ایک دوسری حیرت انگیز بات تھی اور عرب کی سرحدوں پر بسنے والی تمام مخالف قوتوں پر لرزہ طاری ہونا اور جس کے نتیجہ میں ان میں سے اکثر نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر صلح کی درخواست کرتے ہوئے جزیہ دینے میں عافیت سمجھی۔ ان تمام واقعات سے منافقین کے سارے منصوبے خاک میں ملتے نظر آ رہے ہیں کیونکہ منافقین کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمیت کوئی مسلمان بخیر و عافیت مدینہ واپس آ سکتا ہے۔ اس لیے اب جب تیس ہزار کا یہ لشکر فتح و نصرت کے جھنڈے لہراتا ہوا اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مدینہ واپسی کا سفر شروع کرتا ہے تو منافقین نے اپنے ترکش کا آخری تیر چلانا ضروری سمجھا اور وہ یہی تھا کہ جو بھی ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ واپس نہیں پہنچنا چاہیے۔ نعوذ باللہ۔ اس کے لیے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش بنائی بلکہ کوئی بعید نہیں کہ یہ سازش پہلے سے ہی ایک آخری وار کے طور پر طے شدہ ہو کہ اوّل تو یہ مسلمان لوگ راستے میں یا تبوک میں مر مٹ جائیں گے اور اگر پھر بھی بچ کر واپس آنے لگیں تو راستے میں ان کو ہلاک کر دیا جائے اور یہ قیاس اس لیے درست ہو سکتا ہے کہ منافقین کے تمام بڑے سردار ساتھ نہیں تھے بلکہ منافقین کی ایک جماعت اس لشکر میں ساتھ تھی جو ہر موقع پر مخالفانہ پراپیگنڈا کا زہر پھیلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی تھی لیکن وہ اتنا بڑا قدم تب تک نہیں اٹھا

سکتے تھے جب تک کہ پہلے سے یہ منصوبہ بندی نہ ہوئی ہو۔ بہرحال انہوں نے اس خطرناک سازش پر اس طرح عمل کیا کہ واپسی پر ایک راستہ ایسا تھا کہ جہاں وادی میں دو راستے ہو رہے تھے۔ ایک وسیع میدانی راستہ تھا اور ایک تنگ راستہ جو ایک دشوار گزار اونچی گھاٹی سے ہوتا ہوا راستے تک پہنچتا تھا۔ یہ شارٹ کٹ بھی تھا اور مسلمانوں کے لشکر کو اسی گھاٹی سے ہو کر ہی گزرنا تھا۔ منافقین نے یہ منصوبہ بندی کی کہ جب عین گھاٹی کی بلندی پر سے سارا لشکر گزر رہا ہوگا، لوگوں کا اژدہام ہوگا، بہت زیادہ لوگ ہوں گے تو ایسے وقت میں کہ جب رات کا اندھیرا ہوگا (سفر رات کے وقت ہو رہا تھا) تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے قریب یہ سارے منافقین اکٹھے ہو جائیں گے اور کسی نہ کسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کو گھاٹی کے کنارے کی طرف زبردستی ہانک دیا جائے گا اور کجاوے کی رسیوں کو کاٹ دیا جائے گا۔ یوں وہ اونٹنی نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھائی میں گرا دے گی، جو گھاٹی تھی اس گڑھے میں گرا دے گی یا آپؐ سمیت وہ خود کھائی میں گر جائے گی اور رات کے اندھیرے میں اس کو ایک حادثہ سمجھ لیا جائے گا اور کسی کا ذہن قاتلانہ حملہ کی طرف نہیں جائے گا۔ چنانچہ حضرت عُرْوَہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے مدینہ کے لیے روانہ ہوئے تو منافقین کی ایک جماعت نے آپؐ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور یہ طے کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راستے میں کسی گھاٹی کی چوٹی سے گرا دیں گے لیکن عین وقت پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کی اس سازش سے آگاہ کر دیا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کروا دیا کہ کوئی بھی گھاٹی کی طرف سے نہیں جائے گا سوائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین صحابہؓ کے۔

آپؐ نے کہا صرف مَیں گھاٹی کی طرف سے جاؤں گا باقی سارے میدان کی طرف سے جائیں۔ جو ساتھی تھے آپؐ کے ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت حُذَیْفَہ بِنْ یَمَانؓ، حضرت حمزہ بن عَمْرو اَسْلَمِیؓ اور حضرت عَمَّارْ بن یَاسِرؓ اور باقی لشکر کے بارے میں فرمایا کہ وہ وادی کے دامن میں ایک وسیع میدان سے گزرے گا۔ راستے کی تبدیلی کے اس اچانک اعلان سے منافقین کی منصوبہ بندی ختم ہوتی نظر آنے لگی لیکن یہ پھر بھی اپنے ناپاک ارادے پر عمل کرنے سے باز نہیں آئے اور انہوں نے فوری طور پر بارہ یا پندرہ افراد کا انتخاب کیا اور یہ طے پایا کہ یہ اپنے چہرے کو کپڑا باندھ کر چھپا لیں اور تیزی سے گھاٹی کی طرف نکل جائیں اور پہلے سے طے شدہ منصوبے کے مطابق اچانک اونٹنی کو بھگانا شروع کر دیں اور اس کو خوفزدہ کر کے بدکا دیں تاکہ نعوذ باللہ وہ حادثہ ہو جائے جس کی وہ امید لگائے بیٹھے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اسی اثناء میں کہ آپؐ گھاٹی میں چل رہے تھے آپؐ نے لوگوں کی آہٹ سنی۔ وہ آپؐ کے پاس آ گئے اور انہوں نے آپؐ کی اونٹنی کو ڈرایا جس کی وجہ سے بعض سامان بھی گر گیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حُذَیْفَہؓ کو حکم دیا کہ ان منافقین پر حملہ کر کے ان کو بھگا دیا جائے۔ حضرت حُذَیْفَہؓ ڈنڈے سے ان کی سواریوں کو مارنے لگے اور کہنے لگے اللہ کے دشمنو! ایک طرف ہٹو۔ یہ منافقین جان گئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکر سے آگاہ ہو چکے ہیں اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ پہچانے جائیں اس لیے وہ جلدی سے گھاٹی سے نیچے اتر آئے اور لشکر میں مل جل گئے۔ حضرت حُذَیْفَہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا: حُذَیْفَہ! تم میری سواری کو پیچھے سے مارو کیونکہ وہ ڈر گئی تھی اور اے عَمَّارْ! تم اسے آگے سے چلاؤ تاکہ وہ جو بِدکی ہوئی اونٹنی تھی وہ دوبارہ صحیح راستے پہ آ جائے۔

ایک روایت میں ہے حضرت حُذَیْفَہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم گھاٹی میں پہنچے تو بارہ آدمیوں نے اس گھاٹی میں آپؐ کو روکا۔ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو للکارا۔ اس پر وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: کیا تم نے انہیں پہچان لیا ہے؟ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے انہیں نہیں پہچانا کیونکہ انہوں نے نقاب اوڑھے ہوئے تھے اور اندھیرا بھی تھا لیکن ہم نے ان کی سواریوں کو پہچان لیا ہے۔ عربوں کو سواریوں کی بھی بڑی پہچان ہوتی تھی۔ آپؐ نے فرمایا یہ لوگ قیامت تک منافق رہیں گے اور کیا تم ان کے ارادے کو جانتے ہو؟ پھر آپؐ نے صحابہؓ سے سوال کیا جو ساتھی تھے۔ کہتے ہیں ہم نے عرض کیا کہ نہیں ہم تو نہیں جانتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہوں نے گھاٹی میں اللہ کے رسول کے ساتھ ٹکرانے اور وہاں اسے گرانے کا ارادہ کیا تھا۔ ہم نے عرض کیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قبیلوں کی طرف پیغام نہیں بھیجیں گے کہ ہر قوم اپنے ساتھی کے سر کو آپ کے پاس بھیج دے۔ ان کو سزا دی جائے، قتل کیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں! میں نہیں چاہتا کہ اہل عرب آپس میں یہ باتیں کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے قاتل ہیں۔ بعض روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر ہی تھے کہ آپؐ پر وحی ہوئی۔ حضرت حُذَیْفَہؓ قریب ہی کھڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی کہ کون ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا میں حُذَیْفَہ ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں تم سے ایک رازدارانہ بات کرنے لگا ہوں اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حملہ آوروں میں سے ایک ایک کا نام لے کر، ہر ایک کا نام لے کر بتایا اور یہ بھی فرمایا کہ مجھے ان کی نماز جنازہ پڑھنے سے روک دیا گیا ہے اور یہ منافق ہیں۔ روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ یا تیرہ یا پندرہ نام بتائے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حُذَیْفَہؓ کو فرمایا تھا کہ کسی کو یہ راز بتانا نہیں اس لیے حضرت حُذَیْفَہؓ نے کبھی بھی یہ نام کسی کو نہیں بتائے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں جب حضرت عمرؓ کو یہ پتہ لگا کہ یہ اس واقعہ کے گواہ ہیں اور ان کو نام پتہ ہیں تو حضرت عمرؓ نے یہ طریق اختیار فرمایا کہ اگر کسی کے بارے میں شک ہوتا تو حضرت عمرؓ حضرت حُذَیْفَہؓ کو پکڑ کر انہیں جنازہ پڑھنے ساتھ لے جاتے۔ اگر کوئی آدمی ان شامل ہونے والوں میں سے فوت ہوتا اور حضرت عمرؓ کو شک ہوتا تو حضرت حُذَیْفَہؓ کو بازو پکڑ کے ساتھ جنازہ پڑھنے کے لیے لے جاتے۔ اگر حضرت حُذَیْفَہؓ جانے سے انکار کر دیتے تو حضرت عمرؓ سمجھ جاتے کہ یہ وہ لوگ ہیں اور وہ بھی نماز جنازہ پر نہ جاتے۔

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ ○ ﴿سُوْرَۃُ الزُّمَرِ: 3﴾

یقیناً ہم نے تیری طرف (اس) کتاب کو حق کے ساتھ اتارا ہے۔
پس اللہ کی عبادت کر اُسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

طالب دعا : سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق وہ چودہ یا پندرہ تھے لیکن ساتھ یہ وضاحت بھی ہے کہ بارہ تو وہ منافق تھے جو اس سازش میں شریک تھے اور تین دوسرے اصحاب تھے جو اس وقت گھاٹی پر تو چڑھے تھے لیکن انہوں نے منادی کا یہ اعلان نہیں سنا تھا کہ یہ راستہ اختیار کرنے کی بجائے میدانی راستہ اختیار کیا جائے اس لیے وہ تین افراد معذور سمجھے گئے۔

بہرحال جب صبح ہوئی تو اوس قبیلے کے سردار حضرت اُسَیْدْ بِنْ حُضَیْرؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتایا کہ گذشتہ شب بعض منافقین نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ گھاٹی میں حضورؐ کا پیچھا کریں گے اور رات کی تاریکی میں اونٹنی کا تنگ کاٹ دیں گے اور اسے نوک دار چیز چبھوئیں گے کہ وہ تیز چلے یہاں تک کہ وہ مجھے میری اونٹنی سے گرا دیں گے۔ اس پر حضرت اُسیدؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہر قبیلے کو حکم دیں کہ وہ اس شخص کو قتل کر دے جو اس سازش میں شریک تھا اور جوش میں آ کر کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسے لوگوں کو یونہی چھوڑ دیا جائے گا؟ ہم کب تک ان سے مداہنت کریں گے حالانکہ آج وہ یعنی منافق قلت میں ہیں اور ذلیل ہو چکے ہیں اور اسلام نے قدم جما لیے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا: میں پسند نہیں کرتا کہ لوگ کہیں کہ جب اس کے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مشرکین کے درمیان جنگ ختم ہوئی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ حضرت اُسَیْدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! یہ لوگ ہمارے اصحاب نہیں ہیں۔ آپؐ کے ساتھی کب ہیں یہ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی شہادت کا اظہار نہیں کرتے؟ حضرت اُسَیْدؓ نے کہا: بے شک کرتے ہیں لیکن ان کی کوئی شہادت نہیں ہے۔ یہ اوپر سے، منہ سے کر رہے ہیں دل میں تو کوئی شہادت نہیں ہے۔

آپؐ نے فرمایا: کیونکہ وہ کلمہ شہادت کا اقرار کرتے ہیں۔ بے شک منہ سے ہی کہتے ہوں اس لیے میں ان کو قتل نہیں کروں گا۔

(صحیح مسلم کِتَابُ صِفَاتِ الْمُنَافِقِیْنَ وَاَحْکَامِھِمْ باب منہ حدیث 2779)(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 466، دارالکتب العلمیۃ 1993ء)(البدایہ والنھایہ جلد 3 الجزء 5 صفحہ 20-21، دارالکتب العلمیۃ 2001ء)(اللؤلؤ المکنون سیرت انسائکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 542 تا 550 دارالسلام)(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 9 صفحہ 513 تا 515 بزم اقبال لاہور)(غزوۂ تبوک از باشمیل صفحہ 189 تا 201 نفیس اکیڈمی)

آجکل کے نام نہاد جو علماء فتوے دیتے ہیں کہ کلمہ پڑھنے والوں کو قتل کر دو۔ ان کو یہ ارشاد سامنے رکھنا چاہیے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

”جب مدینہ کے منافقوں کو معلوم ہوا کہ لڑائی بھڑائی تو کچھ نہیں ہوئی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے واپس آ رہے ہیں تو انہوں نے سمجھ لیا کہ ہماری منافقانہ چالوں کا راز اَب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہو گیا ہے اور غالباً اب ہم سزا سے نہیں بچیں گے۔ تب انہوں نے مدینہ سے کچھ فاصلہ پر چند آدمی ایک ایسے رستہ پر بٹھا دیے جو نہایت تنگ تھا اور جس پر صرف ایک ایک سوار گزر سکتا تھا۔ جب آپ اس جگہ کے قریب پہنچے تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے وحی سے بتا دیا کہ آگے دشمن راستہ کے دونوں طرف چھپا بیٹھا ہے۔ آپؐ نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ جاؤ اور وہاں جا کر دیکھو۔ وہ سواری کو تیز کر کے وہاں پہنچے تو انہوں نے وہاں چند آدمی چھپے ہوئے دیکھے جو اِس طرح چھپے بیٹھے تھے۔“ مختلف روایتیں ہیں تو یہ بھی ایک روایت ہے جس کو حضرت مصلح موعودؓ نے بیان کیا ہے۔ ”جیسا کہ حملہ کرنے والے بیٹھا کرتے ہیں۔ ان کے پہنچنے پر وہ وہاں سے بھاگ گئے“ وہ لوگ ”مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا تعاقب کرنا مناسب نہ معلوم ہوا۔ جب آپ مدینہ پہنچے تو منافقوں نے جو اِس

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
KONARK Nursery Hyderabad
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

جنگ میں شامل نہیں ہوئے تھے قِسم قِسم کی معذرتیں کرنی شروع کر دیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قبول کر لیا لیکن اب وقت آ گیا تھا کہ منافقوں کی حقیقت مسلمانوں پر آشکارا کر دی جائے۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 362)

چنانچہ یہ بتا دیا گیا۔ بہرحال بعض کے بیٹھنے کا یا آگے جانے کا یا کس طرح عمل کرنے کا (ارادہ تھا) اس کی مختلف روایتیں ہیں لیکن واقعہ ہر جگہ ایک ہی ہے کہ کوشش یہ تھی کہ اس تنگ گھاٹی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچایا جائے نعوذ باللہ۔

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ مکہ فتح ہونے کے بعد منافقین کی سازشوں میں ایک قسم کی تیزی آ گئی تھی اور جب انہوں نے دیکھا کہ عرب کے ارد گرد قبائل بشمول یہود کے قبائل اپنی طاقت کھو چکے ہیں اور مفتوح ہو چکے ہیں تو اب انہوں نے عرب سے باہر قیصر روم جیسی بیرونی اور بڑی طاقتوں سے مدد مانگنے کا منصوبہ بنایا اور اس کے ساتھ ساتھ مدینہ میں ایک مستقل مرکز بنانے کا پروگرام بنایا جہاں یہ مستقل طور پر اپنی میٹنگز کریں۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشی منصوبہ بندیاں کریں اور اسلحہ وغیرہ بھی جہاں جمع رکھیں لیکن وہ مرکز ایسا ہو کہ دوسرے مسلمانوں کو شک بھی نہ گزرے۔ چنانچہ اَبُوْ عَامِرْ جو کچھ عرصہ منظر عام سے غائب رہا تھا وہ اچانک سامنے آ گیا اور منافقین کے حق میں پراپیگنڈا کرنے والوں نے اس کو اَبُوْ عَامِرْ رَاہب کہنا شروع کر دیا۔ اس نے یہ تجویز دی کہ اس مرکز کے لیے تم لوگ قبا میں ایک مسجد بناؤ۔

اَبُوْ عَامِرْ کے متعلق تاریخ میں مزید ملتا ہے۔ اَبُوْ عَامِرْ رَاہب کے نام سے مشہور تھا اور قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتا تھا۔ جیسا کہ گذشتہ خطبات میں اس بارے میں بیان بھی ہو چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد اَبُوْ عَامِرْ مکہ چلا گیا اور قریش کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ پر اُبھارا اور کہا میں تمہارے ساتھ ہوں اور میری قوم میرے تابع ہے۔ جب تم محمد سے جنگ کرو گے تو ہم تم سے آ ملیں گے۔ وہ جنگ احد میں قریش کے ساتھ شامل تھا۔ اسلام کی ترقی دیکھ کر اَبُوْ عَامِرْ سخت پریشان ہوا اور حسد کی آگ میں جلنے لگا۔ اس نے میدان احد کے درمیان گڑھے کھدوا دیے تھے جن میں سے ایک گڑھے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گر کر شدید زخمی بھی ہوئے تھے۔ جب احد کی لڑائی شروع ہوئی تو اَبُوْ عَامِرْ نے اپنی قوم کو پکارا۔ اے قبیلے کے لوگو! میں اَبُوْ عَامِرْ ہوں لیکن وہ تو مسلمان ہو چکے تھے۔ انہوں نے اسے جواب دیا کہ اے فاسق! تیرے لیے کوئی خوش آمدید نہیں اور انہوں نے اسے بُرا بھلا کہا اور لعنت بھیجی۔ اس پر اَبُوْ عَامِرْ نے کہا میرے بعد میری قوم بہت بگڑ گئی ہے۔ اس کے بعد اَبُوْ عَامِرْ کے قبیلے کے بہت سے لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھتے تھے مکہ کی طرف چلے گئے۔ اُحد سے پہلے یہ واقعہ ہو چکا تھا۔ جب یہ اَبُوْ عَامِرْ گیا تو وہ لوگ بھی اس کے ساتھ ہی چلے گئے تھے جو مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ان کی تعداد قریباً پچاس تھی۔

روایات میں اَبُوْ عَامِرْ کے خلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا کا بھی ذکر ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف دعا کی کہ یہ اپنے وطن سے دُور تنہائی کی موت مرے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے تو اَبُوْ عَامِرْ آپؐ سے ملا۔ اس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تم کس چیز کی طرف بلاتے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں تمہیں دین حنیف کی طرف بلاتا ہوں۔ وہی دین جس کی تم خود بھی تلاش میں ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔ اَبُوْ عَامِرْ نے کہا کیا تم اسی دین پر ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں بالکل۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کی دعوت دی مگر اس نے انکار کر دیا۔ اس نے حسد کیا اور آپؐ کو برا بھلا کہا۔ اَبُوْ عَامِرْ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر طنز کرتے ہوئے کہا کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے اللہ اسے اجنبی اور بے وطن کر کے مارے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جواب دیا: ہاں! اللہ جھوٹے کے ساتھ ایسا ہی کرے گا۔ پھر اَبُوْ عَامِرْ اپنی قوم کے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے روکتا رہا اور ان کی اطاعت نہ کرنے پر زور دیتا رہا۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیاں اور معجزے روز بروز ظاہر ہو رہے تھے اور آپؐ کے پیروکار بھی بڑھتے جا رہے تھے۔ خاص طور پر ابو عامر کے قبیلے کے لوگ اسلام میں شامل ہو رہے تھے۔ جس سے ااَبُوْ عَامِرْ اَور بھی زیادہ غصہ میں آ گیا۔ اس نے منافقین کے ساتھ مل کر ایک مسجد بنائی جسے تاریخ اسلام میں مسجد ضرار کے نام سے جانا جاتا ہے تا کہ وہاں لوگوں کو جمع کر کے ان سے بات چیت کرے اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے روکے۔ ایک روایت کے مطابق اَبُوْ عَامِرْ اپنے ہمنوا سازشیوں کو کہنے لگا کہ تم مسجد تعمیر کرواور اپنا عسکری اڈا بنا کر جنگ کی تیاری کرو۔ میں قیصر روم سے مل کر ایک لشکر جرار لے کر آتا ہوں تا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھیوں کو مدینہ سے نکالا جا سکے۔ چنانچہ اَبُوْ عَامِرْ رومی سلطنت کی طرف نکل گیا اور شام میں رومی سلطنت یعنی رومی بادشاہ قیصر سے ملا۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کرنے کی کوشش کی اور ان کے بارے میں یہ کہا کہ یہ کمزور، غریب اور تھوڑی تعداد والے لوگ ہیں۔ ان کے دشمن زیادہ ہیں۔ تمہیں ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں اور اسے کہا کہ اگر اس نے مسلمانوں کے خلاف اقدام نہ کیا تو مستقبل میں ان کی ریاست کے لیے اچھا نہیں ہو گا۔ ہرقل نے اسے اپنے پاس ٹھہرایا اور وعدہ کیا کہ تمہاری مدد کی جائے گی۔ اس دوران اَبُوْ عَامِرْ نے اپنے ہم مذہب بدکردار سازشی لوگوں کو خوشخبری سنائی کہ عنقریب بہت بڑا لشکر لے کر مدینہ منورہ پر یلغار کر دوں گا۔ لہٰذا تم میرے لیے خصوصی ٹھکانا تعمیر کرو۔ اس مقصد کے پیشِ نظر منافقوں نے قبا میں ایک مسجد بنائی اس مسجد کو مسجد ضرار کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ خواہش بھی پوری نہ ہوئی اور آخر کار اَبُوْ عَامِرْ شام میں ہی تنہائی اور بے وطنی کی حالت میں مر گیا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دعا کی تھی تو یہ دعا خود اس پہ الٹی۔ اس میں اختلاف ہے کہ وہ کب مرا۔ بعض کے نزدیک یہ نو ہجری میں مرا اور بعض کے نزدیک یہ دس ہجری میں مرا لیکن بہرحال تنہائی میں مرا۔

(تثبیت دلائل النبوۃ جلد 2 صفحہ 475 مکتبہ الناشر: دار المصطفیٰ القاھرۃ) (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 2 صفحہ 424 دار لکتب العلمیۃ 1996ء) (اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 552 تا 554 دار السلام)

منافقین نے جب مسجد کی تعمیر مکمل کر لی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ وہ اس میں نماز پڑھیں۔ حکمت الٰہی کہ یہ لوگ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس نام نہاد مسجد کے افتتاح کی درخواست لے کر آئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے بیماروں، ضرورتمندوں اور بارش والی رات کے لیے ایک مسجد تعمیر کی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپؐ تشریف لائیں اور ہمارے لیے اس میں نماز ادا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں اس وقت مصروف ہوں۔ میں سفر کی تیاری کر رہا ہوں۔ جب ہم سفر سے واپس آئیں گے تو وہاں نماز پڑھیں گے۔ جب آپؐ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے اور ذِیْ اَوَان نامی جگہ پر خیمہ زن ہوئے جس کے اور مدینہ کے درمیان ایک گھنٹے کا فاصلہ ہے تو منافقین کی تعمیر کردہ اس مسجد کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا وَّکُفۡرًا وَّتَفۡرِیۡقًۢا بَیۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَاِرۡصَادًا لِّمَنۡ حَارَبَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَلَیَحۡلِفُنَّ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّا الۡحُسۡنٰی ؕ وَاللّٰہُ یَشۡہَدُ اِنَّہُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ۔ (التوبہ: 107) اور وہ لوگ جنہوں نے تکلیف پہنچانے اور کفر پھیلانے اور مومنوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے اور ایسے شخص کو کمین گاہ مہیا کرنے کے لیے جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے ہی لڑائی کر رہا ہے ایک مسجد بنائی ہے، ضرور وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہم بھلائی کے سوا اَور کچھ نہیں چاہتے تھے جبکہ اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وحی کے بعد حضرت مالک بن دُخْشُمؓ اور حضرت مَعْنْ بن عَدِیؓ کو بلایا اور ان کو مسجد ضِرَار گرانے کا حکم دیا۔ کچھ روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت عاصم بن عَدِیؓ اور عَامِرْ بِنْ سَکَنْ اور حضرت حمزہ کے قاتل وَحْشِی اور سُوَیْدِ بِنْ عَبَّاسْ کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقصد کے لیے بھیجا تھا۔ شرح زرقانی میں لکھا ہے کہ ممکن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دو افراد کو بھجوایا ہو۔ پھر مزید چار افراد ان کی اعانت کے لیے بھجوائے ہوں۔

بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد ضرار کی طرف جانے کا ارشاد فرمایا کہ اسے گرا دیں اور آگ لگا دیں۔

چنانچہ یہ سب لوگ تیزی سے قبیلہ بنو سالم پہنچے۔ حضرت مالکؓ نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا کہ میرا انتظار کرو یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آ جاؤں۔ چنانچہ وہ گھر سے کھجور کی سوکھی ٹہنیوں کو آگ لگا کر لے آئے۔ پھر وہ مغرب اور عشاء کے درمیان مسجد ضرار کے پاس پہنچے اور وہاں جا کر اسے آگ لگا دی اور اس کو زمین بوس کر دیا۔ اس وقت اس مسجد کے بنانے والے وہاں موجود تھے لیکن آگ لگنے کے بعد وہ اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جگہ عاصم بن عَدِی کو دینی چاہی کہ وہ اس جگہ کو اپنا گھر بنا لیں لیکن عاصم بن عَدِی نے معذرت کی کہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو نازل کرنا تھا وہ کر دیا۔ یہ ایسی جگہ ہے۔ میں تو یہاں گھر نہیں بنانا چاہتا اور مجھے ضرورت بھی نہیں ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ جگہ حضرت ثابت بن اَقْرَم کو دے دی کیونکہ ان کے پاس کوئی گھر نہیں تھا۔ ابن اسحاق نے مسجد ضرار بنانے والے منافقین کے نام بھی بیان کیے ہیں جو تعداد میں بارہ تھے۔

(شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 4 صفحہ 97-98 دار الکتب العلمیۃ 1996ء) (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 470 تا 472 دار الکتب العلمیۃ 1993ء) (السیرۃ النبویہ لابن اسحاق صفحہ 608 تا 609 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء) (اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 555 دار السلام)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وسیع رحمت، وسعت حوصلہ اور عفو و درگذر کی ایک روشن ترین مثال ہے کہ قدم قدم پر منافقین کی طرف سے خطرناک سازشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس میں دکھ، تکلیف اور قتل تک کی سازشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ منافق یہ سازشیں کر رہے ہیں اور پھر اس حالت میں رنگے ہاتھوں پکڑے بھی جاتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہر موقع پر انہیں معاف فرماتے رہے۔ صرف وہاں سزا دی کہ جہاں ریاست اور نظام کو خطرہ تھا اور وہاں بھی صرف اس حد تک کارروائی کی گئی کہ وہ خطرہ ختم ہو جائے ورنہ وہاں بھی

ارشاد باری تعالیٰ

تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ○

﴿سُوۡرَۃُ الزُّمَرِ: 2﴾

اس کامل کتاب کا نزول کامل غلبہ والے (اور) بہت حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔

طالب دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

سخت سزائیں نہیں دی گئیں جبکہ دی جاسکتی تھیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منافقین کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے وحی سے حکم دیا کہ قبا کی وہ مسجد جو منافقوں نے اِس لیے بنائی تھی کہ نماز کے بہانہ سے وہاں جمع ہوا کریں گے اور منافقانہ مشورے کیا کریں گے، وہ گرا دی جائے اور ان کو مجبور کیا جائے کہ وہ مسلمانوں کی دوسری مسجدوں میں نماز پڑھا کریں، مگر باوجود اتنی بڑی شرارت کے ”جس کا آپؐ کو پتہ بھی لگ گیا تھا“ ان کو کوئی بدنی یا مالی سزا نہ دی گئی۔“ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 362 تا 363)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ اور انصار سے محبت کے اظہار کا ایک اور ذکر یوں ملتا ہے کہ کم و بیش دو ماہ کے سفر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لا رہے تھے۔ مدینہ اور اہل مدینہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اظہار اس طرح سے ہوا کہ جونہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کی بستی نظر آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هٰذِهٖ طَابَةُ، وَهٰذَا أُحُدٌ، جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ۔ یہ طَابَہ ہے۔ مدینہ کا ایک نام طَابَہ بھی ہے یعنی پاکیزہ اور عمدہ۔ اور یہ اُحد ہے۔ یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی، حدیث 4422)

یعنی مدینہ کی ایک ایک جگہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت تھی۔ اور جب احد کا نام لیا تھا تو ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جنگ احد میں اخلاص و وفا کی جو داستانیں صحابہؓ نے اپنے خون سے رقم کی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے کبھی نہیں بھولے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے مدینہ جلدی پہنچنا ہے۔ اس لیے جو تم میں سے میرے ساتھ جلدی جانا چاہے جلدی چلے اور پھر یہ بھی فرمایا کہ میں تمہیں انصار کے بہترین گھر نہ بتاؤں؟ تو صحابہؓ نے کہا کہ ضرور۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بَنِی نَجَّارُ کے گھر۔ پھر فرمایا بنی عبدالاُشْهَلْ کے گھر۔ پھر فرمایا بَنِیْ سَاعِدَہْ کے یا بَنِیْ حَارِثْ بِنْ خَزْرَج کے گھر اور انصار کے سارے گھروں میں ہی بھلائی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الزکوۃ باب خرص التمر حدیث 1481، مترجم جلد 3 صفحہ 124-125)

ایک روایت میں راوی کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن عُبَادَہؓ ہم سے آملے تو ابواُسَید نے کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے گھروں کی فضیلت بیان کی اور ہمیں آخر پر رکھا ہے۔ حضرت سعدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ نے انصار کے گھروں کی فضیلت بیان کی ہے اور ہمیں آخر پر رکھا ہے؟ جو ترتیب بیان کی تھی اس میں آخر پہ ان کا نام آیا تھا۔ صحابہؓ اس کو بھی دیکھا کرتے تھے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے لیے کافی نہیں ہے کہ تم خیر والوں میں سے ہو۔

(صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب فضل دور الانصار حدیث 3791)

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیث 4216، مترجم جلد 12 صفحہ 187)

اتنا ہی تمہارے لیے کافی ہونا چاہیے کہ مَیں نے تمہارا نام لے لیا اور خیر والوں میں شامل کر لیا۔

جیسا کہ شروع میں بیان ہو چکا ہے کہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے دو بڑے گروہ تھے۔ ایک منافقین کا جن سے اللہ تعالیٰ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور دوسرا گروہ ان لوگوں پر مشتمل تھا جو اپنے ایمان میں مخلص تھے اور جہاد میں شامل بھی ہونا چاہتے تھے لیکن یا تو اتنے غریب تھے کہ باوجود کوشش کے ان کو جانے کے وسائل اور ذرائع مہیا نہیں ہو سکے یا وہ کسی بیماری اور معذوری کی وجہ سے شامل نہیں ہو سکے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورہ توبہ آیت اکانوے بانوے میں ان کے عذر کو قبول فرمایا۔

چنانچہ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ غزوۂ تبوک سے واپسی پر جب مدینہ کے قریب پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ میں کچھ لوگ ہیں کہ جب بھی تم نے کوئی سفر کیا ہے یا کوئی وادی طے کی ہے تو وہ تمہارے ساتھ ساتھ ہی تھے۔ اس پر صحابہؓ نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ مدینہ میں ہیں؟ یعنی مدینہ میں رہتے ہوئے بھلا ہمارے ساتھ وہ کیسے ہو سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مدینہ میں ہی ہیں اور بیماری وغیرہ کے کسی نہ کسی عذر نے ان کو شامل ہونے سے روکا تھا۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب: حدیث 4423)

ایک اَور روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک سے واپس تشریف لائے تو آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقْنَا فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا مِنْ أَجْرٍ وَّحَسَنَةٍ وَّمِنْ بَعْدِنَا شُرَكَاؤُنَا فِيْهِ۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمارے اس سفر میں ہمیں اجر و ثواب اور نیکیوں سے نوازا اور جو ہمارے پیچھے رہ گئے انہیں بھی اس اجر و ثواب میں ہمارے ساتھ شامل رکھا۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ نے تو سفر کی تکالیف اور صعوبتیں برداشت کی ہیں اور پھر اس اجر و ثواب کے مستحق ٹھہرے ہیں لیکن یہ تکالیف برداشت کیے بغیر آپؐ کے ساتھ اجر و ثواب میں کس طرح شامل ہو گئے اور یہ کون لوگ ہیں جو شامل ہوئے؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ میں کچھ لوگ ہیں کہ نہ ہم کسی جگہ چلے اور نہ ہم کسی وادی میں اترے مگر وہ ہمارے ساتھ ساتھ ہی تھے۔ انہیں بیماری نے ہمارے ساتھ نکلنے سے روک رکھا ہے۔ ہم ان کے مجاہد ہیں اور وہ گھروں میں بیٹھے رہنے والے ہمارے ساتھی ہیں۔ اس ذات کی قَسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان کی دعا دشمنوں پر ہمارے ہتھیاروں سے زیادہ کارگر ہے۔

(انارۃ الدجیٰ فی مغازی خیر الوریٰ جلد 1 صفحہ 721-722 دار المنھاج) (ماخوذ از امتاع الاسماع جلد 2 صفحہ 79 دار الکتب العلمیۃ 1999ء) (کتاب المغازی للواقدی جلد 2 صفحہ 428 دار الکتب العلمیۃ 2004ء)

انہوں نے یہاں بیٹھ کے گھر میں جو دعائیں کیں وہ بہت ایسی دعائیں تھیں جس کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا۔

جنگ تبوک سے واپسی پر اہل مدینہ کے والہانہ استقبال کا ذکر ملتا ہے۔ لکھا ہے کہ غزوۂ تبوک سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لیے مدینہ کے لوگ کیا مرد اور کیا عورتیں اور کیا بچے سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور دیدار و زیارت کے اشتیاق سے بیتاب ہو کر مدینہ سے باہر ثَنِيَّةُ الْوَدَاع کے پاس آ گئے اور یہ شعر پڑھنے لگے:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا　　مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا　　مَا دَعٰى لِلّٰهِ دَاعِ

کہ چودھویں کی رات کا چاند ہم پر ثَنِيَّةُ الْوَدَاع کی جانب سے طلوع ہوا۔ ہم پر اللہ کا شکر واجب ہو گیا ہے جب تک کہ اللہ کا کوئی نہ کوئی پکارنے والا رہے گا۔

مدینہ کے لوگوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت کے جذبات کے ساتھ یہ شعر پڑھ کر آپؐ کا استقبال کرنا دو مواقع پر بیان ہوتا ہے۔ ایک اُس موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے تھے اور دوسرا موقع یہ تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپسی پر مدینہ میں داخل ہوئے۔ کچھ شارحین حدیث جیسے علامہ اِبْنِ حَجَرْ عَسْقَلَانِیْ شارح بخاری کا خیال ہے کہ عین ممکن ہے کہ جن اشعار کا ذکر حضرت عائشہؓ سے بیان کردہ روایت میں ہے ان کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت سے ہو کیونکہ اس وقت ثَنِيَّةُ الْوَدَاع مقام پر لوگوں اور بچوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا تھا کیونکہ ملک شام کی جانب سے آنے والوں کا استقبال اسی جگہ سے کیا جاتا تھا۔ جب اہل مدینہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوۂ تبوک سے واپسی کا علم ہوا تو وہ خوشی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرنے کے لیے مدینہ سے باہر اس مقام پر نکلے جیسا کہ حضرت سَائِبْ بن یَزِیْدؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ میں بھی دوسرے بچوں کے ساتھ اس وقت آنحضورِ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرنے ثَنِيَّةُ الْوَدَاع گیا تھا جب آپؐ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ امام بَیْہَقِیْ نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے مدینہ واپس تشریف لائے تھے تو بچوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان اشعار کے ذریعہ استقبال کیا تھا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد ایم۔ اے صاحب صفحہ 267) (جستجوئے مدینہ از عبدالحمید قادری صفحہ 403-404 اورینٹل پبلیکیشنز 2007ء) (معجم البلدان جلد 2 صفحہ 100 دار الکتب العلمیۃ)

بہرحال عین ممکن ہے کہ یہ شعر دونوں مواقع پر پڑھے گئے ہوں اور تبوک سے واپسی پر پڑھنے کا بہرحال زیادہ امکان ہے کیونکہ تبوک سے واپسی پر اہل مدینہ فرطِ جذبات سے مغلوب ہو کر والہانہ طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار اور استقبال کے لیے آگے آئے ہوں گے جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ یہ سفر ایسا تھا جس کے متعلق منافقین نے افواہیں ایسی پھیلا رکھی تھیں لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے بچ کر واپس آنے کی خوشخبری ملی تو جیسے سوکھے دھانوں پانی پڑ جاتا ہے مدینہ کے مسلمان، کیا بچے اور کیا بوڑھے، کیا عورتیں اور کیا مرد سب اس خوشی کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لیے باہر نکل آئے ہوں۔

بہرحال مکہ سے ہجرت پر بھی یہ اشعار پڑھے جانا ممکن ہے اور یہ محبت کے اظہار تو دونوں مواقع پر ہو سکتے ہیں۔ اس میں بحث کی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ بات بہرحال ثابت ہوتی ہے کہ مدینہ آنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا جو ادراک ان مسلمانوں کو حاصل ہوا وہ بہرحال اس سے بہت زیادہ تھا جو پہلے ہجرت کے وقت تھا۔ باقی کچھ اَور بھی واقعات ہیں، سیرت کے پہلو ہیں وہ آئندہ ان شاء اللہ بیان کروں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۲؍دسمبر ۲۰۲۵ء، صفحہ ۲ تا ۷)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو شخص صدق نیت سے شہادت کی تمنا کرے اللہ تعالیٰ اُسے شہداء کے زُمرہ میں شامل کرے گا خواہ اس کی وفات بستر پر ہی کیوں نہ ہو

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر کھڑے ہو کر ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھ کر بھی ممکن نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر ہی سہی

(صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ)

طالبِ دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر ضلع شوپیان، کشمیر)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

ہرقل کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تبلیغی خط کا بقیہ حصہ

اس سوال وجواب کے بعد قیصر نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ابوسفیان سے کہو کہ جب تم سے میں نے اس شخص کے حسب نسب کے متعلق پوچھا تھا تو تم نے جواب دیا تھا کہ وہ شریف خاندان سے ہے اور خدا کے رسول ہمیشہ شریف خاندانوں میں سے مبعوث کئے جاتے ہیں۔ پھر میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا اس سے پہلے تم میں سے کسی شخص نے کبھی ایسا دعویٰ کیا ہے تو تم نے یہ جواب دیا کہ نہیں۔ یہ میں نے اس لئے پوچھا تھا کہ اگر کسی اور نے ایسا دعویٰ کیا ہوتا تو یہ سمجھا جا سکتا تھا کہ شاید یہ اس کی نقل کر رہا ہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم نے اس کے دعوئی سے پہلے کبھی کسی بات میں اس کا جھوٹ دیکھا تو تم نے کہا کہ نہیں۔ تو میں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ جو شخص انسانوں پر جھوٹ نہیں بول سکتا وہ خدا پر کیسے جھوٹ بول سکتا ہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا اس کے باپ دادوں میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے اور تم نے کہا کہ نہیں۔ یہ میں نے اس لئے پوچھا تھا کہ اگر اس کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو یہ خیال کیا جا سکتا تھا کہ شاید وہ اپنے خاندان کی کھوئی ہوئی بادشاہت کو واپس حاصل کرنا چاہتا ہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا اسے بڑے بڑے لوگ مان رہے ہیں یا کہ کمزور اور غریب مزاج لوگ۔ اور تم نے جواب دیا کہ کمزور اور غریب مزاج لوگ مان رہے ہیں اور حق یہ ہے کہ (شروع شروع میں) خدا کے رسولوں کو کمزور اور غریب مزاج لوگ ہی مانا کرتے ہیں۔ پھر میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا اس کے ماننے والے زیادہ ہو رہے ہیں یا کہ کم ہو رہے ہیں؟ اور تم نے یہ جواب دیا کہ زیادہ ہو رہے ہیں اور ایمان کا یہی حال ہوا کرتا ہے کہ جب تک کہ وہ اپنے کمال کو نہیں پہنچ جاتا وہ برابر ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کبھی کوئی شخص ایمان لانے کے بعد اس کے دین کو ناپسند کرنے کی وجہ سے مرتد ہوتا ہے۔ تم نے کہا نہیں اور یہی سچے ایمان کا حال ہوتا ہے کہ جب وہ ایک دفعہ دل میں داخل ہو جائے۔ تو کوئی شخص (خواہ کسی اور وجہ سے مرتد ہو جائے تو ہو جائے مگر اسے برا سمجھ کر پیچھے نہیں ہٹتا۔ پھر میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کبھی یہ شخص بدعہدی کرتا ہے۔ اور تم نے کہا کہ نہیں۔ اور خدا کے رسولوں کا یہی مقام ہوتا ہے کہ وہ کبھی بدعہدی نہیں کرتے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا اس کے اور تمہارے درمیان کبھی کوئی جنگ ہوئی ہے اور تم نے اس کا جواب دیا کہ ہاں ہوئی ہے اور یہ کہ کبھی لڑائی میں اسے غلبہ ہو جاتا ہے اور کبھی ہمیں ہو جاتا ہے۔ اور یہی خدا کے رسولوں کا حال ہوتا ہے کہ ان کی جماعتوں پر بھی کبھی کبھی تکلیفیں آتی رہتی ہیں مگر انجام بہر حال ان کے حق میں ہوتا ہے اور آخر کا روہی جیتے ہیں۔ پھر میں نے تم سے پوچھا تھا کہ وہ تمہیں کیا تعلیم دیتا ہے اور تم نے بتایا کہ وہ کہتا ہے کہ خدا کو ایک مانو۔ شرک نہ کرو، نماز پڑھو، صدقہ دو، بری باتوں سے پرہیز کرو، اپنے عہدوں کو پورا کرو اور امانتوں میں خیانت نہ کرو اور یہی ایک نبی کے اوصاف ہوا کرتے ہیں۔

اس کے بعد قیصر نے کہا۔ میں جانتا تھا کہ عنقریب ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے لیکن اے عرب کے لوگو! میرا یہ خیال نہیں تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ اور اگر وہ باتیں جو تم نے مجھ سے بیان کی ہیں درست ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ وقت دور نہیں کہ یہ شخص اس زمین پر جو اس وقت میرے ان دو قدموں کے نیچے ہے ضرور قابض ہو کر رہے گا۔ اور اگر مجھے توفیق ملے تو میں اس کی ملاقات کے لئے پہنچوں اور اگر میں اس کے پاس پہنچوں تو اس کے قدموں کو دھو کر راحت پاؤں۔ ابوسفیان کہتا ہے کہ اس کے بعد قیصر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا اور اسے دربار میں پڑھے جانے کا حکم دیا۔ اس خط میں یہ عبارت لکھی تھی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مِنۡ مُّحَمَّدٍ عَبۡدِاللّٰہِ وَرُسُوۡلِہٖ اِلٰی ہِرَقۡلَ عَظِیۡمِ الرُّوۡمِ۔ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡھُدٰی اَمَّا بَعۡدُ فَاِنِّیۡ اَدۡعُوۡكَ بِدَعَایَۃِ الۡاِسۡلَامِ اَسۡلِمۡ تُسۡلَمۡ وَاَسۡلِمۡ یُؤۡتِكَ اللّٰہُ أَجۡرَكَ مَرَّتَیۡنِ۔ فَاِنۡ تَوَلَّیۡتَ فَعَلَیۡكَ اِثۡمُ الۡاِرۡیۡسِیّٖنَ۔ وَیَا أَھۡلَ الۡکِتَابِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکُمۡ اَنۡ لَا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشۡرِكَ بِہٖ شَیۡئًا وَلَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوۡا اشۡھَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ

(ترجمہ: میں اللہ کے نام کے ساتھ اس خط کو شروع کرتا ہوں جو بے مانگے رحم کرنے والا اور اعمال کا بہترین بدلہ دینے والا ہے۔ یہ خط محمد خدا کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے روما کے رئیس ہرقل کے نام ہے۔ سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کو قبول کرتا ہے۔ اس کے بعد اے رئیس روما! میں آپ کو اسلام کی ہدایت کی طرف بلاتا ہوں۔ مسلمان ہو کر خدا کی سلامتی کو قبول کیجئے کہ اب یہی صرف نجات کا رستہ ہے۔ اسلام لایئے خدا تعالیٰ آپ کو اس کا دوہرا اجر دے گا لیکن اگر آپ نے روگردانی کی تو یاد رکھیئے کہ آپ کی رعایا کا گناہ بھی آپ کی گردن پر ہوگا اور اے اہل کتاب! اس کلمہ کی طرف تو آ جاؤ جو تمہارے اور ہمارے درمیان مشترک ہے یعنی ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی صورت میں خدا کا کوئی شریک نہ ٹھہرائیں اور خدا کو چھوڑ کر اپنے میں سے کسی کو اپنا آقا اور حاجت روا نہ گردانیں پھر اگر ان لوگوں نے روگردانی کی تو ان سے کہہ دو کہ گواہ رہو کہ ہم تو بہر حال خدائے واحد کے دامن کے ساتھ وابستہ اور اس کے فرمانبردار بندے ہیں۔)

ابوسفیان روایت کرتا ہے کہ جب یہ گفتگو اور اس خط کا پڑھا جانا ختم ہوا تو دربار میں ہر طرف سے رومی رئیسوں کی آواز میں بلند ہونی شروع ہوئیں اور آپس کا کلام اونچا اور خلط ملط ہونے لگا اور میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اس وقت ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم باہر چلے جائیں اور جب میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر آیا اور مجھے ان کے ساتھ علیحدگی میں بات کرنے کا موقع ملا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد کا ستارہ تو بہت بلند ہوتا نظر آتا ہے کیونکہ روما کی حکومت کا بادشاہ اس سے خوف کھا رہا ہے۔ اس کے بعد میں ہمیشہ اپنے آپ کو نیچا اور ہیٹا محسوس کرتا رہا۔ اور میرا دل اس یقین سے پر تھا کہ محمد اب غالب ہو کر رہے گا۔ حتی کہ میرے دل میں اسلام کی صداقت نے رستہ پا لیا حالانکہ میں اس سے پہلے اسے پسند نہیں کرتا تھا۔

اسی سے ملتی جلتی روایت بخاری باب کَیۡفَ کَانَ بَدۡأُ الۡوَحۡیِ میں بھی آتی ہے اور طبری اور ابن اسحاق اور دوسرے سب مؤرخوں کی روایتیں بھی خفیف لفظی فرق کے ساتھ اس کی مؤید ہیں اور یکجائی بیان کے لئے فتح الباری اور تاریخ خمیس اور زرقانی کا کوئی جواب نہیں۔

گو اس موقع پر اپنے معزز درباریوں اور خصوصاً مذہبی لیڈروں کی مخالفت کی وجہ سے ہرقل خائف ہو کر خاموش ہو گیا، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس کی طبیعت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط اور اس سے قبل اور بعد کے حالات کا گہرا اثر ہو چکا تھا کیونکہ جب وہ ایلیا سے لوٹ کر دوبارہ حمص کی طرف گیا اور اس عرصہ میں اس کو رومیہ کے عالم کا جواب بھی موصول ہو چکا تھا جس میں اس نے ہرقل کی رائے کی تصدیق کی تھی کہ اس زمانہ میں ایک نبی کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے تو ہرقل نے ایک دفعہ پھر مملکت روم کے بڑے بڑے اہل الرائے لوگوں کو دعوت دے کر بلایا اور اپنے حمص کے شاہی محل میں انہیں جمع کر کے راز داری کے خیال سے دربار کے تمام دروازے بند کروا دیئے اور پھر رؤساء روما کو مخاطب کر کے ان سے کہا کہ اے میری مملکت کے سردارو! اگر تمہیں اپنی فلاح اور بہبودی منظور ہے اور تم تباہی سے بچ کر ترقی کا رستہ دیکھنا چاہتے ہو اور اپنے ملک کو ہلاکت سے بچانے کے خواہاں ہو تو میرا مشورہ یہ ہے کہ اس نبی کو قبول کر لو جو عرب کی سرزمین میں مبعوث ہوا ہے۔ قیصر کی یہ بات سن کر اس کے درباری اس طرح بھڑے جس طرح کہ جنگل میں گورخر بھڑتا ہے۔ اور قیصر کی مجلس سے بھاگ کر دروازوں سے باہر نکل جانا چاہا لیکن قیصر کی دور اندیشی نے پہلے سے دروازے بند کروا رکھے تھے اس نے فوراً ان متکبر رئیسوں اور پادریوں کو واپس بلایا اور ان سے محبت کے انداز میں کہا کہ میں تو صرف تمہارے دین کا امتحان لیتا تھا اور شکر ہے کہ تم پختہ نکلے۔ جب قیصر کے درباریوں نے اپنے بادشاہ میں یہ تبدیلی دیکھی تو وہ خوش ہو گئے اور خوشی کے جوش میں اس کے سامنے سجدہ میں جا گرے۔ پس یہ وہ انجام تھا جس کو ہرقل شہنشاہ روم اپنی زندگی کے اس بھاری امتحان میں پہنچا۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 904 تا 907 مطبوعہ قادیان 2006)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے،
اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

تم لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے از خود رفتہ اور محو ہو جاؤ کہ
بس اسی کے ہو جاؤ اور جیسے زبان سے اس کا اقرار کرتے ہو عمل سے بھی کر کے دکھاؤ

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

آنکھ اُس کی دُوربیں ہے دِل یار سے قریں ہے ✡ ہاتھوں میں شمع دیں ہے عین الضیا یہی ہے
جو راز دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے ✡ دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

میرے دادا سیّد سیف اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کی بیعت کا خودنوشت ایمان افروز واقعہ

(از مکرم ڈاکٹر سیّد بشارت احمد صاحب جرمنی)

مکرم پروفیسر ڈاکٹر سیّد بشارت احمد شاہ صاحب وادی کشمیر کے ایک ممتاز مخلص اور خدمت گزار احمدی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بھارت اور جرمنی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور جرمنی میں مختلف جماعتی عہدوں پر فائز رہے اور خدمت کی توفیق ملی۔ علمی دنیا میں آپ کا شمار بین الاقوامی سطح کے ممتاز سائنسدانوں میں ہوتا ہے۔ ویٹرنری میڈیسن اور اینیمل سائنسز میں پی ایچ ڈی اور پوسٹ ڈاکٹریٹ کے بعد آپ آسٹریا کی ایک عالمی کمپنی کے ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ میں سینئر کارپوریٹ سائنسدان کے طور پر خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے اپنے دادا مکرم سید سیف اللہ شاہ صاحب کی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا خودنوشت ایمان افروز واقعہ ارسال کیا ہے جو کہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ موصوف کے دادا کی وفات 25 جنوری 1957ء کو ہوئی تھی۔ اس موقعہ پر اخبار بدر 9 فروری 1957ء میں محترم ملک صلاح الدین صاحب مؤلف اصحاب احمد کی طرف سے وفات کی اطلاع دیتے ہوئے تحریر کیا گیا ہے کہ محترم سیف اللہ شاہ صاحب نے تحریری بیعت 1906ء میں کی تھی جبکہ 1908ء میں آپ نے بمقام لاہور حضور کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ آپ نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے غیروں میں بھی شہرت رکھتے تھے۔ خاموش طبع، عبادت گزار تھے۔ طب سے شغف رکھتے تھے اور اردو عربی و فارسی کے عالم تھے۔ (ادارہ)

خاکسار سید سیف اللہ شاہ ولد سید اسد اللہ شاہ صاحب ساکن قصبہ بیج بہاڑہ تحصیل و ضلع اسلام آباد ملک کشمیر، عمر بحساب قمری تقریباً اٹھاون (58) سال، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنی بیعت وغیرہ حالات کے متعلق حسب ذیل گزارش کرتا ہے۔

(1) میری پیدائش 1299 ہجری کے شروع میں ہوئی ہے۔ چونکہ یہاں پیری مریدی کا رواج زوروں پر تھا، اسلئے بچپن سے ہی میری یہ آرزو تھی کہ مجھے کوئی ایسا کامل پیر ملے جو سب سے اعلیٰ پایہ کا ہو، جسکے ذریعہ میں ہدایت پاؤں، بلکہ اس آرزو کے پورا ہونے کیلئے میں بکثرت دعائیں بھی کیا کرتا تھا۔

(2) غالباً 12، 13 سال کی عمر تھی کہ خواب میں مَیں نے اپنے آپ کو موضع یاڑی پورہ میں پایا۔ اسوقت تک میں یاڑی پورہ سے نا آشنا تھا، دیکھا کہ ہزاروں لوگ جمع ہو گئے ہیں اور جس جگہ احمدیوں کی مسجد ہے، اُس جگہ ایک ٹیلہ جو قریباً چھ سات گز اونچا تھا نظر آیا۔ اور اس پر ایک صاحب بیٹھے ہیں اور لوگ اس ٹیلے کے نیچے سے انکی زیارت اور آداب کر کے گزرتے تھے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ تو مجھے کہا گیا کہ یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں تو میں نے کمال مسرت سے بے تحاشا ٹیلے پر چڑھ کر اور انکے سامنے کھڑا ہو کر السلام علیکم عرض کیا اور حضور نے وعلیکم السلام فرمایا۔ اور پھر میں نزدیک ہو کر انکے سامنے بیٹھ گیا تو یک لخت میرے دل میں وہی ہمیشہ کی آرزو یاد آ گئی تو میں نے دِل میں کہا کہ اب ان سے بڑھ کر مجھے اور کس پیر یا رہبر کی ضرورت ہے، میں انہی سے بیعت کرونگا۔ تو میں نے عرض کیا کہ یا حضرت میں بیعت کرنی چاہتا ہوں تو حضور نے فرمایا اچھا ہاتھ نکالو۔ مَیں نے ہاتھ نکالا تو حضور نے میرے دہنے ہاتھ کو اپنے دہنے دست مبارک میں پکڑا اور فرمایا کہ کہو ’’اللّٰہُ ربّی‘‘ تو میں نے اللّٰہُ ربّی کہا۔ اتنے میں مَیں بیدار ہو گیا۔ جلدی بیدار ہونے پر مجھے نہایت افسوس آیا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کر رہا تھا مگر افسوس کہ جلدی بیدار ہو گیا۔ اسکے بعد وہ مقدس صورت ہمیشہ میرے سامنے آ جاتی تھی اور رخِ منور کا عکس میری لوحِ دل سے کبھی محو نہ ہوتا تھا گویا میرے دل پر وہ نقشہ جم گیا تھا۔ اس رؤیا کی تعبیر آگے کھل جائیگی۔

(3) میرے والد صاحب سید اَسد اللہ شاہ صاحب ہر سال پنجاب میں مریدوں کے دورے کیلئے جایا کرتے تھے۔ واپسی پر پنجاب کے حالات بتاتے تھے۔ کبھی یہ بھی بیان کرتے تھے کہ پنجاب کے ایک قادیان نام گاؤں میں ایک شخص مرزا غلام احمد مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں اور اسلام کی بہت تائید کرتے ہیں اور آریوں اور عیسائیوں کو مناظروں میں لاجواب کرتے ہیں۔ کوئی شخص انکے ساتھ مناظرہ کرنے کی تاب نہیں لاتا ہے۔ اور مستجاب الدعوات بھی ہیں اور پیشینگوئیاں بھی بہت کرتے ہیں جو پوری بھی ہوتی ہیں۔ پھر کہتے تھے کہ اگر ہم انکو مسیح موعود نہ بھی مانیں یا کہیں لیکن مجدد تو ضرور ہیں۔ لوگوں نے کئی بار ان سے پوچھا کہ اگر آپکے رای میں وہ مجدد ہیں تو مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کیوں کرتے ہیں۔ مسیح تو آسمان سے نازل ہونگے تو کہتے تھے کہ شاید اسمیں کوئی مصلحت ہوگی کیونکہ وہ تو ہر طرح سے اسلام کی تائید کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان باتوں کا میرے دل پر کچھ اثر تھا۔

(4) جب میری عمر 16 سال کی تھی میری والدہ صاحبہ وفات پا گئیں اور مجھے والد صاحب اپنے ساتھ پنجاب لے گئے۔ وہاں مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متفرق ٹریکٹ ملے اور میں نے بغور انکا مطالعہ کیا۔ ان کے مطالعہ سے حضرت صاحب کے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونیکا مجھے پورا پورا یقین ہو گیا۔ اور والد صاحب بھی مجھے کبھی کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں دیا کرتے تھے۔

(5) پھر کچھ سال میں یوں ہی احمدی رہا۔ باوجودیکہ ہر سال میں والد صاحب کے ساتھ پنجاب جایا کرتا تھا لیکن بیعت کرنی میسّر نہوتی تھی۔ ہاں خط و کتابت کا سلسلہ باقاعدہ جاری تھا۔ کئی بار اپنے والد صاحب کو کہتا تھا کہ مجھے قادیان لے چلو کہ میں بیعت کرونگا۔ لیکن وہ مجھے یہ کہہ کر ٹالدیتے تھے کہ ہمارا پیشہ پیری مریدی کا ہے۔ ہمارے لئے بڑی مصیبت ہوگی۔ آگے کبھی لے چلوں گا۔

(6) پھر والد صاحب کی وفات کے بعد ماہ مئی 1908 میں یہ خاکسار لاہور پہنچا۔ وہاں معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان پر تشریف فرما ہیں تو میں وہاں گیا۔ وقت شاید دس بجے دن کا تھا اور حضرت مسیح علیہ السلام اندر تشریف فرما تھے۔ اسی وقت ایک امریکن انگریز مع میم صاحبہ اور ایک چھوٹے لڑکے کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کو آیا اور کہا کہ میں مرزا صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ حاضرین نے پوچھا کہ کیا کام ہے؟ اس پر کہا کہ مجھے وجودِ باری تعالیٰ کے متعلق کچھ سوالات کرنے ہیں۔ میں نے اب تک ہندوستان کے مشہور ہندو مسلم و عیسائی علماء سے ان سوالات کے متعلق پوچھا مگر اب تک مجھے کسی جگہ تسلی نہ ہوئی اور اب یہاں آیا ہوں۔ اس پر اسکو کہا گیا کہ حضرت صاحب دو بجے باہر تشریف لائیں گے تو وہ چلے گئے اور میں بھی اپنے ڈیرہ پر واپس گیا۔ پھر میں دو 2 بجے آیا تو معلوم ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹھک کے مشرقی کمرے میں تشریف فرما ہیں اور اسی امریکن انگریز کے ساتھ گفتگو فرما رہے ہیں۔ اس کمرے کی کھڑکی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بالمقابل تھی اور اس کھڑکی کا ایک شیشہ ٹوٹ کر گر گیا تھا تو میں اس میں سے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف دیکھنے لگا۔ جب میری نظر چہرہ مبارک پر پڑی تو مجھے وہی خواب والا نقشہ سامنے آیا۔ یعنی ہو بہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہی صورت دیکھی جو میں نے خواب مذکور میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دیکھی تھی ایک سرِ مو کی تفاوت نہ تھی۔

(7) القصہ امریکن انگریز وجود باری تعالیٰ کے متعلق سوالات کرتا تھا اور خواجہ صاحب ان سوالات کا ترجمہ اُردو میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سناتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود جواب دیتے تھے اور خواجہ صاحب ان جوابات کا انگریزی ترجمہ امریکن انگریز کو سناتے تھے۔ بعض دفعہ امریکن انگریز سوال کرتا تھا اور خواجہ صاحب ترجمہ کرنے لگتے تھے مگر حضرت صاحب فرماتے تھے کہ "میں نے سمجھا" تقریباً ایک گھنٹہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کمرے میں ٹھہر کر باہر بیٹھک میں تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور امریکن انگریز کو بقیہ سوالات کل پیش کرنے کا ارشاد ہوا۔

(8) میں نے السلام علیکم عرض کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وعلیکم السلام فرمایا تو میں نے بغیر اور کسی کلام کے پہلی بار یہی عرض کیا کہ حضرت میں بیعت کرنی چاہتا ہوں تو حضور نے مجھے ہاتھ اور زبان مبارک سے ذرا ٹھہرنیکا ارشاد فرمایا۔ یعنی "ذرا ٹھہرو ٹھہرو۔" تو میں بیٹھ گیا۔ اسوقت اُس مجلس میں بہت صاحب تھے۔ چونکہ میں نو وارد تھا اسلئے سب کا نام بتا نہیں سکتا۔ لیکن جو یاد ہیں وہ یہ ہیں: حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ، مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر، قاضی اکمل صاحب مینجر بدر، مفتی فضل الرحمٰن صاحب، پیر محمد منظور صاحب، مولوی غلام رسول صاحب راجیکی، عبدالحئی عرب صاحب، نانا جان صاحب، ایک امرتسر کا حجام، مولوی محمد اسحٰق صاحب، مولوی محمد سعید صاحب وغیرہ وغیرہ۔ پھر مختلف موضوع پر بات چیت ہوتی رہی۔ اُن دنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کتاب پیغام صلح تصنیف فرما رہے تھے۔ اصحاب نے عرض کیا کہ اس کتاب کا کیا نام رکھا جائے تو فرمایا کہ میں نے تو نام رکھا ہوا ہے۔ عرض کیا گیا کہ کیا نام؟ فرمایا "پیغام صلح" اسکے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بیعت کرنیوالے آگے آ جائیں تو میں اور دو آدمی بیعت کرنیکے لئے حاضر ہوئے۔ تو ہم تینوں کے ہاتھ اکٹھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دست مبارک میں لیکر بیعت فرمائی اور دعا فرمائی۔ پھر عصر کی نماز ہوئی۔ مولوی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ) نے امامت کی۔ پھر حضرت صاحب اندر تشریف لے گئے۔

(9) دوسرے دن پھر امریکن انگریز آیا اور بقیہ سوالات اسی کمرے میں کئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام سوالات کا جواب فرمایا اور اس کو اچھی طرح وجودِ بار تعالیٰ کے متعلق اطمینان ہوا۔ میں نے بھی اس امریکن سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ بس آج مجھے اطمینان ہوا۔ آج تک کسی جگہ میں نے تسلی نہ پائی تھی۔ چونکہ ان دنوں بدر کا عملہ وہیں تھا اس لئے وہ مضمون بدر میں چھپ گیا اور اخبار کے سرورق پر انگریزی حروف میں بدر لاہور لکھا۔ پھر جب جمعہ کا دن آیا، نماز جمعہ بھی میں نے وہیں پڑھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور نماز پڑھائی۔ میں نے کئی بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مصافحہ بھی کیا اور ہاتھ بھی چوما اور کچھ نذرانہ بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے دستِ مبارک میں رکھا اور اس نذرانہ میں دوانّیاں چونیاں بھی تھیں۔ اسلئے حضرت مسیح موعودؑ نے اس نذرانہ کو اپنی مٹھی میں دبا کر پاکٹ میں ڈالدیا۔ دوسرے دن میں وہاں سے رخصت ہو کر دو تین دن کے بعد ایک گاؤں موضع پنڈی تتار متصل اسٹیشن کتھالہ ضلع گجرات پنجاب پہنچا تو وہاں معلوم ہوا کہ کل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا گئے۔ جس سے میرے دل کو سخت صدمہ پہنچا لیکن کسی مجبوری کی وجہ سے لاہور واپس نہ جاسکا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چونکہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیادہ صحبت میسر نہ ہوئی اسلئے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزید چشم دید حالات کی واقفیت نہیں ہے مگر خط و کتابت تحریری بیعت کے قبل اور بعد بھی جاری رہی جن میں سے اکثر خطوط ایک احمدی بھائی خواجہ غلام احمد پانپوری کے مکان سے گم ہوئے اور تین موجود ہیں۔ البتہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی بہت صحبت اٹھائی ہے اور اِسوقت انکے کئی خطوط اور ایک رومال موجود ہے۔

(10) قبل از تحریری بیعت میں نے مولوی اللہ بخش رحیم بخش مرحومان تاجران کتب شہر گجرات پنجاب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک (سر مبارک کے بال) حاصل کئے ہیں اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غالباً ایک امرتسری حجام سے لئے تھے جو اسوقت میرے پاس موجود ہیں۔

(11) میری تحریری بیعت سے پہلے قصبہ ہذا میں ایک اور احمدی خواجہ غلام احمد پانپوری تھا۔ اسکے لڑکے کو روتے وقت کھانسی سے سانس باہر کھینچا جاتا تھا اور کئی منٹ تک سانس واپس نہ آتا تھا اور بیہوش ہو جاتا تھا تو میں نے اسکے کہنے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعا کیلئے خط لکھا۔ ابھی اس خط کا جواب نہ آیا تھا کہ وہ لڑکا اس عارضہ سے نجات پا گیا۔ جب خط کا جواب آیا تو اسمیں لکھا تھا کہ حضرت اقدس نے دعا فرمائی۔ تو معلوم ہوا کہ جس روز حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام نے دعا فرمائی تھی اسی روز لڑکا بھی صحت یاب ہوا تھا۔

(12) میں چونکہ یہاں ایک ہی احمدی پڑھا لکھا تھا دوسرا غلام احمد جو پانپوری تھا وہ ان پڑھ تھا، اسلئے میرے ساتھ ہی زیادہ مخالفت رہی۔ یہاں کے واعظوں مولویوں نے میرے ساتھ بائیکاٹ کرایا۔ مجھے قتل کی دھمکیاں بھی دی گئیں۔ تو میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لکھتا تھا تو آپؑ کی دعا کی برکت سے مجھے مخالفوں سے کوئی ضرر نہ پہنچا۔

(13) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاید دہلی میں کسی مولوی نے پوچھا کہ اگر حضرت عیسیٰ فوت ہوئے تو ان کی قبر کہاں ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ جن نبیوں کی قبریں نا معلوم ہیں کیا وہ سب زندے ہیں۔ یہ واقعہ یہاں کے احمدیوں نے بھی سنا تو یاڑی پورہ کے ایک احمدی زبردست خان نے کہا اگر وہ مولوی مجھ سے پوچھتا تو میں اسکو یہ جواب دیتا کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبیوں کے چرواہے تھے کہ انکی لاشیں یا نمونے موجود رکھتے۔ تا لوگوں کو دکھلاتے۔ یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کسی کشمیری احمدی نے بیان کی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبسم فرمایا۔

(14) میں بیعت سے پہلے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی مانتا رہا اور بعد میں بھی۔ اسیطرح حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق سمجھتا رہا۔ اور اب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کو خلیفہ برحق سمجھتا ہوں اور مجھے اس اعتقاد میں ذرہ بھر شک نہیں ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے خود مجھے احمدیت کی طرف راہ نمائی کی ہے۔ کسی کی تبلیغ سے میں احمدی نہیں ہوا۔

☆☆☆

مجلس عرفان

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ ورجینیا ریجن امریکہ کے ایک وفد کی ملاقات

ایک خادم نے سوال کیا جماعت کے حوالے سے حضور کی سب سے بڑی فکر کیا ہے؟ ❁ وقف نو بچوں کیلئے کونسی دعا کی جائے ❁ سیاست اور پبلک سروس میں احمدیوں کی نمائندگی بڑھانے کی ضرورت ❁ ایک خادم نے سوال کیا آپ کو سب سے زیادہ تسلی اور خوشی کس بات سے ہوتی ہے؟ ❁ باجماعت نماز کی اہمیت اور فلسفہ ❁ کیا احمدی سیاست کو بطور کیرئر استعمال کر سکتے ہیں؟ ❁ ماحولیاتی تبدیلی کے حوالے سے خدام کی ذمہ داریاں ❁ شجر کاری اور پولوشن میں کمی کے بارے میں نصائح ❁ تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کی نظامت کے متعلق وضاحت ❁ مغربی معاشرے میں بچوں کی تربیت: شکرگزاری، عاجزی اور حقوق ❁ سماجی چیلنجز کے مقابلے میں احمدیت کا حقیقی کردار ❁ بچوں کو غلط ماحول سے بچانے کے عملی طریقے ❁ دعاؤں کی قبولیت کی علامات اور دعا میں کیفیت پیدا کرنے کی اہمیت ❁ عہدیداران کے غلط رویے سے دُور ہونے والے افراد کے لیے رہنمائی ❁ اطاعتِ نظام اور خلافت سے وابستگی کا صحیح تصور

مورخہ 30 ر نومبر 2024ء کو امام جماعتِ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے ورجینیا ریجن کے سترہ خدام پر مشتمل ایک وفد کو بالمشافہ ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ خدام نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے امریکہ سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔ یہ ملاقات اسلام آباد، ٹلفورڈ میں منعقد ہوئی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدام میں رونق افروز ہونے پر تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ پیش فرمایا۔

سب سے پہلے امیرِ قافلہ کو حضورِ انور سے شرفِ گفتگو حاصل ہوا جنہوں نے حضورِ انور کے استفسار فرمانے پر عرض کیا کہ وہ آئی ٹی کے شعبہ میں کام کرتے ہیں۔ پھر حضورِ انور نے ان سے دریافت فرمایا کہ وہ پاکستان میں پیدا ہوئے تھے یا امریکہ سے ہی ہیں؟ اس پر انہوں نے عرض کیا کہ ان کی پیدائش امریکہ کی ہے۔

یہ سماعت فرما کر حضورِ انور نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ امریکہ کی؟ جس کی انہوں نے تصدیق کی تو اس پر حضورِ انور نے تبسم کے ساتھ فرمایا کہ کمال ہو گیا! پھر تو اُردو بھی بول لیتے ہو۔ تم نے کمال کر دیا۔ شکر ہے کہ کسی کو تو اُردو آتی ہے۔ اپنی roots پتا ہوں گی۔ اپنی زبان جانتے ہوں تو اپنی roots کا پتا لگ جاتا ہے۔ نہیں تو پھر نہ امریکن accept کرنے کو تیار ہیں۔ نہ اِدھر کے رہو گے نہ اُدھر کے رہو گے۔ اس کے بعد حضورِ انور نے ہر خادم سے انفرادی گفتگو فرمائی اور ان سے انکے پیشے اور خاندانی پس منظر وغیرہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ دورانِ تعارف پورٹ لینڈ مجلس سے تعلق رکھنے والے ایک خادم نے حضورِ انور کے دریافت فرمانے پر عرض کیا کہ ان کی ایک ٹو ٹرک (Tow Truck) کمپنی ہے۔

اس پر حضورِ انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اچھا! Tow truck۔ مَیں سمجھا کہ آپ ٹروٹرو (trotro) کہہ رہے ہیں۔ گھانا میں ایک ٹرک ہوتا ہے، جسے ٹروٹرو کہتے ہیں۔ وہ کھلا ہوتا ہے۔ سیٹوں کی جگہ انہوں نے بینچ بنا دی ہوتی ہیں اور صرف لکڑی کے تختے رکھے ہوتے ہیں۔ لوگ انہی بینچوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور یہ ٹرک عام دیہات وغیرہ میں چلتا ہے۔

پھر حضورِ انور نے مزید فرمایا کہ اس میں لوگ اتنے jam-packed بیٹھے ہوتے ہیں کہ اگر انسان ایک دفعہ سانس لینے کے لیے سر اُوپر کر لے تو نیچے نہیں کر سکتا۔ تو مَیں نے سمجھا کہ شاید آپ وہاں ٹروٹرو چلاتے ہیں۔ یہ دلچسپ تبصرہ سن کر حاضرینِ مجلس بھی خوب محظوظ ہوئے۔

قارئین کی معلومات کے لیے تحریر کیا جاتا ہے کہ (Tow Truck) کمپنی گاڑیوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا کام کرتی ہے۔ یہ کمپنیاں عام طور پر ان گاڑیوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا کام کرتی ہیں جو خراب ہو جاتی ہیں، کسی حادثے کا شکار ہو جاتی ہیں یا غیر قانونی طور پر پارک کی گئی ہوتی ہیں اور قانونی کارروائی کرتے ہوئے انہیں وہاں سے ہٹانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اسی طرح ایک اَور خادم نے حضورِ انور کے استفسار پر اپنا تعارف پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ ان کا تعلق پاکستان سے ہے، انہوں نے ایف اے کیا ہوا ہے اور وہ براستہ سری لنکا امریکہ پہنچے تھے۔ وہ شادی شدہ ہیں لیکن فیملی ابھی پاکستان میں ہی ہے۔ جس پر حضورِ انور نے اُن سے دریافت فرمایا کہ فیملی کو بلاتے کیوں نہیں ہو؟

اس پر خادم نے حضورِ انور کی خدمت میں اس حوالے سے اپنی جانب سے کی جانے والی کوششوں کا ذکر کیا کہ ۲۰۱۹ء میں اپنی اہلیہ کو پاکستان سے بلانے کے لیے درخواست دی تھی اور اس سلسلے میں متعدد کوششیں بھی کیں، حتّٰی کہ کانگریس مین اور سینیٹرز سے بھی رابطہ کیا، لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ تاہم انہوں نے خوشی کے ساتھ حضورِ انور کی خدمت میں اس امر کا اظہار کیا کہ گذشتہ رات ہی انہیں اپنی اہلیہ کے ویزے کی منظوری کی اطلاع ملی ہے۔ انہوں نے اسے خلافت کی برکات قرار دیتے ہوئے بیان کیا کہ آپ کو دیکھ کے دعا کی تو بس! خدا تعالیٰ نے یہ دعا سن لی۔

اس پر حضورِ انور نے ان سے پوچھا کہ اچھا! ویزا کب دیں گے؟ تو انہوں نے بتایا کہ متعلقہ ادارے کی پہلی کال مِس ہو گئی تھی اور اب وہ سوموار کو گھر میں پاکستان دوبارہ کال کریں گے۔ اس پر حضورِ انور نے تلقین فرمائی کہ ان سے کہنا کہ گھر میں فون کے قریب بیٹھے رہیں۔ مشکل سے وقت ملا ہے۔ یہ نہ ہو کہ یہ بھی ضائع ہو جائے۔

بعد ازاں خدام کو حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں سوالات پیش کرنے اور ان کی روشنی میں قیمتی راہنمائی حاصل کرنے کا موقع بھی ملا۔

ایک خادم نے حضورِ انور سے دریافت کیا کہ جماعت کے حوالے سے ان کی سب سے بڑی فکر کیا ہے اور کیا کوئی خاص بات ہے جو انہیں پریشان کرتی ہو؟

حضورِ انور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے کی فکر ہونی چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد کیا تھا؟ لوگوں کو خدا کے قریب لانا، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کا شعور دینا اور اسلام کی حقیقی تعلیمات کو قائم کرنا۔ یہی ہماری فکر ہونی چاہیے۔ سب سے اہم چیز عبادت ہے۔ خدا کی لقا کے لیے عبادت ضروری ہے۔ یہی ہماری جماعت کے اندر سب سے بڑی فکر ہونی چاہیے۔ احبابِ جماعت کا ایک بڑا حصّہ اپنی پانچ وقت کی نمازیں مقررہ اوقات پر ادا کرتا ہے، لیکن ایک بڑی تعداد ایسی بھی ہے جو یا تو نمازیں جمع کر کے ادا کرتی ہے یا بالکل نہیں پڑھتی۔ یہ سب سے بڑی کوشش ہونی چاہیے، خدام الاحمدیہ کے لیے بھی اور آپ سب کے لیے بھی، جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم ہو جائے گا تو دیگر معاملات بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے پر توجہ دیں، عبادت اور نماز پر توجہ دیں۔ یہی ہماری فکر ہونی چاہیے۔ اگر ہم یہ مقصد حاصل کر لیں تو دیگر مقاصد بھی پورے ہو جائیں گے۔

ایک خادم نے حضورِ انور کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے تین بچے ہیں اور تینوں وقفِ نَو میں شامل ہیں۔ نیز راہنمائی طلب کی کہ کون سی دعا کی جائے جس سے خدا تعالیٰ اپنی محبّت بچوں کے دلوں میں پیوست کر دے؟

اس پر حضورِ انور نے راہنمائی فرمائی کہ والدین پہلے تو اپنا نمونہ دکھائیں۔ بچوں کے سامنے اپنے نیک نمونے دکھائیں گے اور خود دعا کر رہے ہوں گے، بچوں کے سامنے نفل پڑھ رہے ہوں گے تو ان کو پتا لگے گا کہ میرا باپ اس طرح رو کے دعا کر رہا ہے یا میری ماں اس طرح دعا کر رہی ہے تو ان کا بھی خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوگا۔

تو اصل چیز تو اپنا نمونہ ہے، وہ قائم کریں گے تو بچوں کی توجہ پیدا ہو جائے گی۔ اور پھر صحیح اسلامی تعلیم پر خود بھی عمل کرنا ہے اور ان سے گھروں میں بیٹھ کر discuss کرنا ہے۔ شام کو جب کام سے واپس آئیں تو بچوں سے بات کریں، ان کے ساتھ بیٹھیں۔ weekends پر یا جو بھی چھٹی کا دن ہوتا ہے، اس دن ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں۔ اس طرح بچوں کے ساتھ آپ کا صحیح طور پر interaction ہوگا تو بچے ٹھیک ہو جائیں گے۔

مزید برآں حضورِ انور نے تاکید فرمائی کہ نماز میں دعا کیا کریں اور ان کے لیے دو نفل بھی باقاعدہ پڑھا کریں۔

ایک خادم نے حضورِ انور سے دریافت کیا کہ جماعت کی قیادت کرتے ہوئے آپ کو سب سے زیادہ تسلی اور خوشی کس بات سے ملتی ہے؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ تسلی والی کون سی بات ہے؟ ہاں! اگر جماعت کوئی اچھے کام کر رہی ہو تو وہاں تسلی ہوتی ہے۔ دعا اور خواہش تو یہی ہوتی ہے کہ جماعت کے ہر فرد کا اللہ سے تعلق پیدا ہو، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں، تو اسی سے تسلی ملتی ہے۔ اگر ایسا کر رہے ہیں تو تسلی مل جاتی ہے، نہیں کر رہے تو فکر ہوتی ہے اور اس کیلئے پھر یاد دہانی کروانی پڑتی ہے۔ پھر تقریروں میں، خطبات میں یاد دہانی بھی کرواتے رہتے ہیں۔

آپ کہتے ہیں کہ آپ کے کسی کام سے بڑا خوش ہو گیا تو واہ واہ ہو گئی! ابھی تو ہم نے کون سا اتنا بڑا مقصد حاصل کیا ہے؟ جب ہم ایک چوتھائی دنیا کو فتح کر لیں گے تو تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے کچھ حاصل کیا۔ ابھی تو ہمارے اپنے پڑوس میں ہی ہمیں پتا نہیں ہوتا کہ کون کیا ہے، احمدی کون ہے کسی کو نہیں پتا، ہماری ان سے واقفیت نہیں ہے۔ تو پہلے اپنے آپ کو متعارف کروائیں، جماعت کا تعارف کروائیں، تو پھر تسلی ہوگی۔

ایک خادم نے مزید راہنمائی طلب کی کہ کیا حضورِ انور نے یہ تجویز فرمایا ہے کہ احمدی سیاست کو بطور کیریئر اختیار کریں؟

حضورِ انور نے اس پر اثبات میں جواب دیتے ہوئے انصاف کو فروغ دینے اور مثبت اثر و رسوخ قائم کرنے کے لیے احمدیوں کی سیاست، بیوروکریسی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سمیت عوامی خدمت کے مختلف شعبہ جات کو اختیار کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔ اسی طرح احمدیوں کو اقتصادی ترقی اور سماجی بہبود کو فروغ دینے کے لیے کاروبار اور صنعت سمیت تمام شعبہ جات میں اپنی نمائندگی کو بڑھانے کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔ نیز دیگر کمیونٹیز کی مثالوں سے اخذ کرتے ہوئے حضورِ انور نے احمدیوں کو معاشرے میں تعمیری کردار ادا کرنے اور مساوی طرزِ عمل کو یقینی بنانے کے لیے مختلف شعبہ جات میں فعّال کردار ادا کرنے کی ترغیب دی۔

ایک خادم نے راہنمائی طلب کی کہ باجماعت نماز کیوں ضروری ہے حالانکہ انفرادی نماز میں ہم زیادہ کھل کر، اردگرد سے شرمائے بغیر خدا سے بات کر سکتے ہیں؟

حضورِ انور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اسی لیے کہ اللہ تعالیٰ نے قربانیوں، مال کی قربانی اور عبادت ہر چیز کے لیے قرآن شریف میں یہ لکھا ہے کہ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً کہ چھپ کے بھی کرو اور کھل کے بھی کرو۔

کھل کے کرنا اس لیے ہے تا کہ جو دوسرے کمزور لوگ ہیں، جو نہیں کرنے والے ہیں، ان کو بھی عادت پڑے، توجہ پیدا ہو، ہر قسم کی قربانی کی، چاہے وہ عبادت کی قربانی ہے، مالی قربانی ہے یا اور کوئی نیک کام ہے۔ جب لوگوں کے سامنے ہوتا ہے تو پھر ان کو بھی توجہ اور شوق پیدا ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے congregation اس لیے رکھی ہے تا کہ اس سے آپ کی ایک جو unity اور وحدت ہے اس کا بھی پتا لگے کہ جماعت ایک ہے۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باجماعت نماز پڑھنے کا ثواب ستائیس گنا زیادہ ہے۔ اس لیے کہ جب آپ لوگ سب ایک ہو کے نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں تو اس unity میں ایک strength ہے اس کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو وہی پسند ہے۔

اللہ تعالیٰ جماعت کے اندر وحدت قائم کرنا چاہتا

ہے۔ تو جماعتی رنگ تو تبھی پیدا ہوگا جب ایک چیز ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دیکھو! جب تمہارے کندھے سے کندھا جڑا ہوتا ہے تو تمہارے اندر ایک احساس ہوتا ہے کہ ہم ایک unit ہیں اور ہماری ایک strength ہے اور جس کے لیے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے لفظ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ استعمال فرمایا ہے کہ مضبوط دیوار کی طرح بن جاتے ہیں، چٹان بن جاتے ہیں۔ اور اسی میں یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو تمہاری باجماعت نمازیں ہیں، وہ امام جو پڑھا رہا ہے اس کو کہا ہے کہ تم اتنی لمبی نمازیں نہ پڑھاؤ، چھوٹی پڑھاؤ تا کہ بہت سارے کمزور طبع بھی ہوتے ہیں، بچے بھی ہوتے ہیں اور ایسے لوگ ہوتے ہیں جو لمبی نماز زیادہ نہیں پڑھ سکتے تو ان کو بھی برداشت ہو سکے۔

تو درمیانی قسم کی نماز پڑھنی چاہیے جبکہ نفل پڑھنے کے حوالے سے فرمایا کہ نفل کا بہت زیادہ ثواب ہے اور جو رات کو اُٹھ کے نفل پڑھتا ہے، تہجد کا تو اَور بہت زیادہ ثواب ہے، اس میں تم لمبی لمبی نمازیں پڑھو۔

اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں نماز پڑھاتے تھے تو وہ چھوٹی نمازیں ہوتی تھیں لیکن جب گھر میں نفل پڑھ رہے ہوتے تو ایسے نفل ہوتے تھے، یعنی جو نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اتنی لمبی ہوتی تھی کہ ان کی خوبصورتی نہ پوچھو کیا ہے۔ کھڑے ہیں تو کھڑے ہی ہیں، نیّت باندھ کے کھڑے ہیں اور سورۂ فاتحہ پڑھ رہے ہیں یا جو بھی ساتھ سورتیں پڑھ رہے ہیں کہ اتنی دیر کھڑے ہیں کہ پاؤں متورّم ہو کے تو وہاں سے بعض دفعہ خون بہنے لگ جاتا تھا۔

سجدے میں گئے ہیں تو سجدہ اتنا لمبا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی کہتی ہیں کہ رات نماز پڑھ رہی تھی، اتنا لمبا سجدہ ہوگیا کہ مجھے لگا کہ میرے ناک سے خون بہ جائے گا بلکہ ایک صحابیؓ بھی نماز پڑھ رہے تھے تو انہوں نے بھی یہی الفاظ کہے کہ اتنا لمبا سجدہ تھا کہ جھکے جھکے مجھے لگا کہ میری نکسیر پھوٹ جائے گی، ناک سے خون بہنے لگ جائے گا، مجھے برین ہیمرج نہ ہو جائے۔

تو وہ اتنے لمبے لمبے سجدے ہوتے تھے، ان کا ثواب علیحدہ ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ نفلوں کا ثواب بھی تمہیں ملے گا، لیکن جماعت کی اکائی، unity اور وحدت ثابت کرنے کے لیے تم لوگوں کو باجماعت نماز پڑھنی چاہیے۔ اور پھر اس سے دوسروں کو بھی تحریک پیدا ہوتی اور وہ motivate ہوتے ہیں۔

حضورِانور کی خدمتِ اقدس میں جو اگلا سوال پیش کیا گیا وہ یہ تھا کہ ہم بطور ایک خادم ماحولیاتی تبدیلی (climate change) میں اپنا مثبت کردار کیسے ادا کر سکتے ہیں؟

حضورِ انور نے اس پر ہدایت فرمائی کہ فیول (fuel) کے استعمال کو کم کریں۔ خدام نوجوان ہیں، زیادہ سے زیادہ کوشش کریں کہ سائیکل پر جایا کریں۔ دو سے سات میل سائیکل پر جا سکتے ہیں یا پھر سائیکل ہی ایسے آ گئے ہیں جو الیکٹرک انرجی سے چل رہے ہوتے ہیں، اس کو استعمال کریں۔ الیکٹرک کارز اور موٹر سائیکل بھی ہیں اور اصل چیز یہی ہے کہ سائیکل استعمال کریں، پیدل چلیں۔

چھوٹے موٹے فاصلوں کے ضمن میں حضورِانور نے مثال دیتے ہوئے توجہ دلائی کہ اگر آپ کا مقصد قریبی دکان پر جانا ہے جو دس منٹ کی واک (walk) پر ہے تو کار میں بیٹھے، چلے گئے تو آپ لوگ پولوشن (pollution) کر رہے ہوتے ہیں۔ اس لیے اس سے بچنے کی کوشش کریں۔ نیز نصیحت فرمائی کہ زیادہ سے زیادہ پیدل چلیں اور کاروں کا استعمال کم کریں۔

مزید برآں حضورِانور نے شجرکاری کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ دوسری سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جتنی زیادہ tree plantation کر سکتے ہیں، وہ کریں۔ مختلف جگہوں پر گورنمنٹ کے پراجیکٹس یا پلان ہوتے ہیں، وہاں درخت لگائیں اور ہر سال اگر ہزاروں درخت لگا دیں گے تو یہ بھی ایک مدد ہے جو آپ کر رہے ہوں گے۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ مجلس خدام الاحمدیہ کی عاملہ میں تحریکِ جدید کے لیے تو ناظم مقرر ہے، لیکن وقفِ جدید کے لیے ناظم کیوں نہیں ہوتا؟

حضورِانور نے اس پر وضاحت فرمائی کہ ناظم تحریکِ جدید کو وقفِ جدید کی ذمہ داری بھی تفویض کی جاتی ہے اور وہ دونوں کام انجام دیتا ہے۔ حضورِانور نے مزید فرمایا کہ اطفال الاحمدیہ کے معاملے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اطفال کا علیحدہ شعبہ قائم کرنے کی ہدایت فرمائی تھی جس کے نتیجے میں اطفال کے لیے ایک ناظم مقرر کیا گیا۔

ایک خادم نے حضورِانور سے دریافت کیا کہ جب ہم مغربی معاشرے میں بچوں کو پالتے ہیں تو ہم اس بات کو کیسے یقینی بنا سکتے ہیں کہ بچے شکرگزار بنتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ایک تعلق قائم کرنے والے ہوں نیز ہم کس طرح ان کو عاجزی، شکرگزاری اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں بڑھانے کے لیے تعلیم دے سکتے ہیں؟

حضورِانور نے اس پر جواب دیا کہ جس طرح مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ بچوں کے سامنے اپنا نمونہ دکھاؤ۔ خود عبادت کر رہے ہوں، خود نیک عمل ہوں اور ان کو بتاؤ کہ جو کچھ مَیں کر رہا ہوں یہ اس لیے کر رہا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ میرا مذہب یہ کہتا ہے۔ یہ ہمیں اسلام کی تعلیم ہے اور ہم احمدی ہی مسلمان ہیں۔

اسی لیے ہم نے مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے کہ یہ تعلیم جو لوگ بھول گئے تھے ہم اس پر عمل کریں۔ تو ان کے سامنے جب یہ باتیں ہوں گی اور repeatedly کر رہے ہوگے اور مختلف وقتوں میں بچوں کے ساتھ اپنی ایک سٹنگ (sitting) ہوگی اور صحیح طرح جذبات کو سمجھتے ہوئے آپ ان کے ساتھ interact کر رہے ہو گے تو بچوں کو خود یہ خیال پیدا ہو جائے گا کہ ہم نے دین سیکھنا ہے اور دین ہماری priority ہے۔

اور دوسرے یہ کہ اچھے اخلاق کے بارے میں ان کو بتانا کہ humility کیا چیز ہے، عاجزی کیا چیز ہے، شکرگزاری کیا چیز ہے؟ ہمیں سب سے بڑھ کے اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہونا چاہیے جس نے ہمیں ہماری پیدائش سے پہلے ہی یہ ساری چیزیں مہیا کر دیں۔ بچے کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کے ماں باپ کو پوری طرح اس کے لیے تیار کر دیا۔ ماں کو دودھ پلانے کے لیے مہیا کر دیا، باپ کو اس کی دوسری ضروریات پوری کرنے کے لیے بنا دیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ چیزوں کا جو سسٹم بنایا ہے وہ ہماری بہتری کے لیے بنایا ہے اور بچپن سے ہمیں پالنے کے لیے بنایا ہے۔ تو بچپن سے، ہوش جب آ جاتی ہے، چھ سات سال کے بچے اس طرح کے سوال کرتے ہیں۔ ان کے دماغوں میں ڈالو کہ یہ شکرگزاری کیوں ہونی چاہیے کیوں ہمارے اندر gratitude ہونا چاہیے۔

پھر ہماری ذمہ داریاں ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ ہمارے اوپر اتنا مہربان ہے، ہمیں یہ چیزیں دیں، ہمیں ماں دی، باپ دیا، کھانا دیا، پڑھائی کا سامان دیا۔ ہم سکول جاتے ہیں، ہمیں سورسز (sources) دیے، ہمیں ٹریول (travel) کرنے کے لیے transportation facility دی، ہمیں کھیلنے کے لیے موقعے دیے اور ہمیں یہاں سب کچھ اور سہولتیں مل رہی ہیں تو یہ ساری چیزیں ہمیں شکرگزار بناتی ہیں اور ہمیں اس بات کا ذمّہ دار بناتی ہیں کہ ہم اس کی عبادت کریں، جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر ایک فرض کیا ہے اور دیکھو اس لیے ہم کرتے بھی ہیں۔ تو اگر آپ لوگوں کے اپنے نمونے اچھے ہوں گے، ماں باپ بچوں کے سامنے جو مثالیں سیٹ کر رہے ہوں گے، اسی سے ان کو سبق مل جائے گا۔

حضورِانور کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا جانے والا اگلا سوال یہ تھا کہ آپ احمدیت کو بدلتے ہوئے معاشرتی اصولوں اور چیلنجوں کا سامنا کرتے ہوئے کیسے دیکھتے ہیں؟

حضورِانور نے اس پر فرمایا کہ ہم نے تو دنیا کو ریفارم (reform) کرنا ہے اور ہم نے بچوں کو بھی یہی بتانا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم ہے، اسی لیے ہم آئے ہیں اور اسی لیے مسیحِ موعودؑ آئے ہیں۔ تو ہم نے دنیا کو ریفارم کرنا ہے نہ کہ دنیا کے پیچھے چلنا ہے۔

بہت مشکل کام ہے، بہت بڑے چیلنجز ہیں، چھوٹی موٹی بات نہیں ہے۔ مَیں نے تو آرام سے کہہ دیا ہے، لیکن اس پر آپ لوگوں کے لیے اس سوسائٹی اور ماحول میں رہتے ہوئے عمل کرنا بہت مشکل کام ہے۔

پھر ہر طرف سے ایسی ایسی باتیں نکل رہی ہیں جو آپ کو غلط رنگ میں attract کر رہی ہوتی ہیں۔ ان سے بچنا اور اپنے بچوں کو بچانا ایک چیلنج ہے۔ تو اس کے لیے کوشش کرنی پڑے گی، دعا کرنی پڑے گی، بچوں کو بتانا پڑے گا، دوست بنانا پڑے گا، کوئی نہ کوئی substitute بھی دینا پڑے گا۔

یہ تو نہیں کہ آپ نے صرف کہہ دیا کہ یہ نہیں کرنا۔ وہ کہے گا تو پھر کیا کرنا ہے۔ اس کو بتاؤ کہ پھر ہم نے یہ کرنا ہے۔ اس کو باہر لے کے جائیں۔ weekend یا چھٹی پر لے کے جائیں، پھر اس کو دکھائیں کہ نیچر کیا چیز ہے، نیچر کی بیوٹی کیا چیز ہے، اللہ تعالیٰ کیا چیز ہے، کس کس طرح اس نے پیدا کیا۔ تو ان میں ایک اَور قسم کا انٹرسٹ develop ہو جائے بجائے اس کے کہ ہر وقت وہ انٹرنیٹ اور فضول قسم کی گیموں پر بیٹھ کے وقت ضائع کریں۔

پھر کھیلنا ہے تو آؤ باہر فُٹ بال کھیلیں، کرکٹ کھیلیں، باسکٹ بال کھیلیں، کچھ کریں۔ آؤٹ ڈور گیم کھیلیں بجائے اس کے کہ اندر ٹی وی پر ہی بیٹھ کے کھیل کے اپنی نظریں خراب کریں۔

آپ لوگوں، ماں باپ کو بچوں کو بچانے کے لیے قربانی کرنی پڑے گی۔ یہ نہ ہو کہ ماں باپ اپنے پروگرام میں مصروف ہیں تو یہ کہیں کہ اچھا تم آئی پیڈ لے لو، فون لے لو، تم دیکھتے رہو۔ اور پانچ چھ سال کی عمر میں بچے کو جب یہ دے دیتے ہیں تو اس پر وہ ایسا addict ہو جاتا ہے کہ اس کو مستقل عادت پڑ جاتی ہے۔ ماں باپ کی ذمہ داریاں ہیں، ان کو چاہیے کہ وہ قربانی کریں اور اپنے بچوں کو ان چیزوں کی addiction سے بچائیں۔

ایک خادم نے پوچھا کہ ہم کس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول ہو رہی ہیں؟

اس پر حضورِانور نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ دل کی حالت خود بتا دیتی ہے، اگر دل سے دعائیں نکل رہی ہیں، رو رو کے اُبال ہو کے دعائیں نکل رہی ہیں اور ایک ایسی کیفیت طاری ہوگئی ہے جب لگے کہ میرا اللہ میاں سے کوئی تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ اور دل کی کیفیت یہ بتا دیتی ہے۔

حضورِانور نے مزید وضاحت فرمائی کہ آنکھوں کے آنسو اور دل کے جذبات اور زبان سے نکل رہی دعائیں، وہ خود بتا رہی ہوتی ہیں کہ اب دعا قبول ہوگئی ہے یا اللہ تعالیٰ تک پہنچ گئی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ انکو قبول کر لے گا۔ تو یہی حالت ہے، باقی اللہ تعالیٰ نے آپکو الہام تو نہیں کرنا کہ ہاں! قبول کر لی بزرگو! اب تم اس دعا کو چھوڑ دو، کچھ اَور کرو۔

حضورِانور نے دعاؤں میں مستقل مزاجی اختیار کرنے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے توجہ دلائی کہ ہمارا کام تو دعائیں کرتے چلے جانا ہے اور اس کے دَر سے مانگتے چلے جانا ہے۔ مانگتے رہنا چاہیے۔ باقی جو دل کی کیفیت ہوتی ہے وہ تو دعا کرنے والے کو خود ہی پتا لگ جاتی ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد
حضرت
امیرالمومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

”احباب جماعت تقویٰ اور روحانیت میں ترقی کریں
اور یہی جماعت کے قیام کا مقصد ہے“

(پیغام حضور انور برموقع جلسہ سالانہ سکینڈے نیویا 2018)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد
حضرت
امیرالمومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

”آپ کی تمام فکریں دُنیا کی طرف نہ ہوں بلکہ دین میں
ترقی مقصد ہو اس سے دنیا بھی ملے گی اور دین بھی ملے گا“

(پیغام حضور انور برموقع جلسہ سالانہ سکینڈے نیویا 2018)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)

ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai

چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان　لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ　فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

فتحِ مکہ اور حجۃ الوداع کے مواقع پر صحابہ کرام کا قبول اسلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے عملی مظاہرات

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 8/اگست 2025 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: فتح مکہ کے فوراً بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتوں کے ٹھکانوں کو مسمار کرنے کا کیا مقصد بیان فرمایا تھا، اور اس فیصلہ کے کیا مثبت اور بابرکت نتائج ظاہر ہوئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: فتح مکہ کے فوراً بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتوں کے ٹھکانوں کو مسمار کرنے کا ارشاد فرمایا تا کہ لوگوں کے دلوں سے ان کے فرضی خوف اور عظمت کا خیال جاتا رہے اور یہ پُرحکمت فیصلہ بہت بابرکت ثابت ہوا کیونکہ ان کے انہدام سے لوگوں کے دلوں میں ان کا جھوٹا خوف اور رعب جاتا رہا اور ان کو یقین ہونے لگا کہ اس خدائے واحد و یگانہ کا تصور ہی صحیح ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔

سوال: سردارانِ قریش میں سے اسلام قبول کرنے والوں میں سُہیل بن عمرو کی کون سی نمایاں نیکیوں اور عبادات نے اُنہیں دوسروں سے ممتاز کر دیا تھا؟

جواب: سردارانِ قریش میں سے اسلام قبول کرنے والوں میں سب سے زیادہ نماز روزے کے پابند اور صدقہ دینے میں سُہیل سے بڑھ کر اَور کوئی نہ تھا۔ کثرت سے گریہ و بکا کرنے والے تھے۔ قرآن پڑھتے وقت اکثر رویا کرتے تھے۔

سوال: فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کرنے والے روسائے مکہ نے اپنی بعد کی زندگیوں میں کس طرح کا روحانی انقلاب پیدا کیا تھا؟

جواب: حضور انو نے فرمایا: فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کرنے والے رؤسائے مکہ کی اکثریت نے بعد میں اپنی زندگیوں میں ایک زبردست روحانی انقلاب پیدا کیا تھا۔

سوال: وحشی بن حرب نے غزوۂ احد کے بعد کہاں پناہ لی تھی، اور اس نے کس موقع پر واپس آ کر اسلام قبول کیا؟

جواب: حضوانور نے فرمایا: وحشی بن حرب نے غزوۂ احد میں حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا اور فتح مکہ کے بعد طائف بھاگ گیا۔ جب اہل طائف نے اسلام قبول کیا تو یہ بھی آیا اور اسلام قبول کر لیا۔

سوال: وحشی بن حرب نے اسلام قبول کیسے کیا اور بعد میں مسیلمہ کذاب کے قتل میں کیا کردار ادا کیا؟

جواب: حضوانور نے فرمایا: وحشی بن حرب نے بتایا کہ اسلام پھیلنے پر وہ طائف چلا گیا، پھر ایلچیوں کے ساتھ واپس آ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا۔ آپؐ نے صرف اسے چہرہ نہ دکھانے کی ہدایت فرمائی۔ رسول اللہؐ کے وصال کے بعد، وحشی نے مسیلمہ کذاب کو قتل کر کے حضرت حمزہؓ کی شہادت کا بدلہ چکانے کی کوشش کی اور جنگ میں اپنی برچھی سے اسے مار گرایا، جس پر ایک انصاری نے تلوار کا وار کر کے اسے ختم کر دیا۔

سوال: فتحِ مکہ سے قبل سارہ نامی لونڈی کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیشی اور بعد ازاں اس کے طرزِ عمل کے بارے میں کیا واقعات بیان ہوئے ہیں، اور اس نے بعد میں کیا انجام پایا؟

جواب: حضور انو نے فرمایا: عمرو بن ہاشم کی لونڈی سارہ فتح مکہ سے قبل آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ سے کچھ مانگا اور محتاجی کا شکوہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری نغمہ سرائی کو کیا ہوا تم تو بڑی گانا گایا کرتی تھی، پیسے کماتی تھی؟ اس نے کہا جب سے مشرکین کے سردار غزوہ بدر میں مارے گئے ہیں انہوں نے گانے سننے بند کر دیے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک اونٹ غلہ عطا فرمایا پھر وہ قریش کے پاس آ گئی۔ ابن خَطَل اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہجویہ شعر بتاتا تھا اور یہ ان ہجویہ شعروں کو گاتی تھی۔ یہ انعام لینے کے باوجود بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئی اور یہ وہی تھی جس کے پاس حضرت حاطب کا خط ملا تھا۔ اس نے اسلام قبول کیا اور حضرت عمرؓ کی خلافت تک زندہ رہی۔

سوال: فتحِ مکہ کے موقع پر حضرت حارث بن ہشامؓ اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کس طرح حضرت امِّ ہانیؓ کی پناہ میں آئے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پناہ کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت حارث بن ہشامؓ کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں لکھا ہے۔ یہ مکہ کا ایک ہردلعزیز رئیس تھا اور ابوجہل کا باپ کی طرف سے بھائی تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی بہن اس کی بیوی تھی۔ فتح مکہ کے موقع پر یہ اور عبداللہ بن ابی ربیعہ حضرت ام ہانیؓ کے گھر داخل ہو گئے کیونکہ حضرت علیؓ ان کے پیچھے ان کو قتل کرنے کے لیے آ رہے تھے۔ حضرت ام ہانیؓ نے ان دونوں کو اپنے گھر میں چھپا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے ان کو پناہ دی ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانی سے فرمایا۔ جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے پناہ دی۔

سوال: فتحِ مکہ کے بعد حارث بن ہشام نے کس طرح اسلام قبول کیا اور انہیں ہدایت کیسے نصیب ہوئی؟

جواب: حضو انور نے فرمایا: فتح مکہ کے بعد حارث بن ہشام ابتدا میں خوفزدہ تھے اور حضرت عمرؓ سے ڈرتے تھے، لیکن جب انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد حرام میں ملاقات کی اور کلمہ شہادت پڑھا، تو انہیں ہدایت نصیب ہوئی اور وہ اسلام قبول کرنے میں کامیاب ہوئے۔

سوال: حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے سُہَیل بن عمرو کے کس طرزِ عمل کو دیکھ کر صلحِ حدیبیہ کا واقعہ یاد کیا، اور انہوں نے اللہ کا شکر کیوں ادا کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ سُہَیل بن عمرو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانور کی خدمت کر رہے تھے اور آپؐ کے کٹوائے ہوئے بال عقیدت سے اپنی آنکھوں سے لگا رہے تھے۔ اس منظر نے انہیں صلحِ حدیبیہ کا وقت یاد دلایا جب سُہَیل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور ''رسول اللہ'' لکھنے سے روکتا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے سُہَیل کو ہدایت دی اور اسے اخلاص و وفا میں بہت آگے بڑھا دیا۔

سوال: فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ اور معتب کے بارے میں کیا پوچھا، اور ان کے اسلام قبول کرنے پر کس طرح خوشی کا اظہار فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: فتحِ مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے اپنے چچا ابولہب کے بیٹوں عتبہ اور معتب کے بارے میں پوچھا اور انہیں اپنے پاس لانے کا فرمایا۔ حضرت عباسؓ انہیں عُرنہ سے لائے۔ آپؐ نے انہیں اسلام کی دعوت دی، انہوں نے بیعت کر لی۔ پھر آپؐ انہیں ملتزم پر لے گئے اور دعا کی۔ ان کے اسلام قبول کرنے پر آپؐ کے چہرے پر خوشی کے اثرات نمایاں تھے، اور آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے چچا کے ان دونوں بیٹوں کی ہدایت مانگی تھی جو اللہ نے پوری فرما دی۔

* * *

نماز کی اہمیت اور خلافت سے وابستگی، احکاماتِ الٰہی اور ارشاداتِ نبوی کی روشنی میں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 13 اپریل 2007 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ الانفال کی آیت نمبر 3 تا 4 کی تلاوت فرمائی: اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ وَاِذَا تُلِيَتۡ عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے مومن کی کیا نشانی بتائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مومن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ جب بھی خدا تعالیٰ کے حوالے سے ان کے سامنے کوئی بات رکھی جائے، کوئی نصیحت کی جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اس نصیحت کا ان پر اثر ہوتا ہے اور یہ نصیحت ان کے ایمان میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے آیت قُلۡ لِّعِبَادِيَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يُقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِيَ يَوۡمٌ لَّا بَيۡعٌ فِيۡهِ وَلَا خِلٰلٌ کے مطابق، نماز اور مالی قربانی کی کیا اہمیت ہے اسی طرح اس آیت میں نماز اور صدقہ دینے کے بارے میں کس طرح کی ہدایات دی گئی ہیں؟

جواب: نمازوں اور مالی قربانی کو یکجا کیا گیا ہے تا کہ ایک مومن روح اور نفس کی پاکیزگی کے سامان پیدا کرے۔ ایک جگہ اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔ قُلۡ لِّعِبَادِيَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يُقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِيَ يَوۡمٌ لَّا بَيۡعٌ فِيۡهِ وَلَا خِلٰلٌ۔ تو میرے ان بندوں سے کہہ دے جو ایمان لائے ہیں کہ وہ نماز کو قائم کریں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے مخفی طور پر بھی اور اعلانیہ طور پر بھی خرچ کریں، پیشتر اس کے کہ وہ دن آ جائے جس میں کوئی خرید و فروخت نہیں ہو گی اور نہ کوئی دوستی کام آئے گی۔

سوال: کفر اور صلوٰۃ کے درمیان فرق کرنے والی کیا چیز ہے؟

جواب: حضوانور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک روایت ہے آپؐ نے فرمایا کہ بَيۡنَ الۡكُفۡرِ وَالۡاِيۡمَانِ تَرۡكُ الصَّلٰوةِ کہ کفر اور صلوٰۃ کے

درمیان فرق کرنے والی چیز ترک نماز ہے۔

سوال: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے سوال پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون کون سے اعمال کو افضل قرار دیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا، کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کی اس کے بعد کون سا؟ آپؐ نے فرمایا: ماں باپ سے نیک سلوک کرنا۔ پھر میں نے عرض کی کہ اس کے بعد کون سا؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے پوری پوری کوشش کرنا۔

سوال: قیامت کے دن بندوں سے سب سے پہلے کس عمل کا حساب لیا جائے گا، اور اگر فرض عبادات میں کمی پائی جائے تو اس کمی کو کس طرح پورا کیا جائے گا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہو گیا اور اس نے نجات پائی۔ اگر یہ حساب خراب ہوا تو وہ ناکام ہو گیا اور گھاٹے میں رہا۔ اگر اس کے فرضوں میں کوئی کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں؟ اگر نوافل ہوئے تو فرضوں کی کمی نوافل کے ذریعہ پوری کر دی جائے گی۔ اسی طرح اس کے باقی اعمال کا معائنہ ہوگا اور ان کا جائزہ لیا جائے گا۔

سوال: حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کی صفیں سیدھی کرنے پر کیوں زور دیتے تھے، اور صفوں کی درست ترتیب مسلمانوں کے باہمی تعلقات اور اتحاد پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازوں کی صفوں کو سیدھا کرنے کے لئے ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اور فرماتے صفیں سیدھی بناؤ اور آگے پیچھے نہ ہو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف بھر جائے گا۔ میرے قریب زیادہ علم والے سمجھدار لوگ کھڑے ہوں پھر وہ لوگ جو رتبے میں ان سے قریب ہوں۔ پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہوں۔ تو صفیں سیدھی کرنے کی بڑی اہمیت ہے۔ آپس میں تعلقات کے لئے بھی اور ایک ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے کے لئے بھی۔

سوال: ہر احمدی کس صورت میں خلافت کے انعام سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتا ہے؟

جواب: حضوانور نے فرمایا: ہر احمدی کو یہ بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھا لینی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا، جو خلافت کی صورت میں جاری ہے، فائدہ تب اٹھا سکیں گے جب اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کی اہمیت اور دیگر خود ساختہ وظائف کے مقابلے میں اس کی فضیلت کے بارے میں کیا تعلیم دیتے ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نمازوں کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے، استغفار ہے اور درود شریف۔ تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے۔ اور اس سے ہر ایک قسم کے غم و ہم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اگر ذرا بھی غم پہنچتا تو آپؐ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اسی لئے فرمایا ہے اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡب۔ اطمینان، سکینت قلب کے لئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں۔ لوگوں نے قسم قسم کے ورد اور وظیفے اپنی طرف سے بنا کر لوگوں کو گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور ایک نئی شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے مقابل میں بنا دی ہوئی ہے۔ مجھ پر تو الزام لگایا جاتا ہے کہ مَیں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے مگر میں دیکھتا ہوں اور حیرت سے دیکھتا ہوں کہ انہوں نے خود شریعت بنائی ہے اور نبی بنے ہوئے ہیں اور دنیا کو گمراہ کر رہے ہیں۔ ان وظائف اور اوراد میں دنیا کو ایسا ڈالا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی شریعت اور احکام کو بھی چھوڑ بیٹھے ہیں۔ بعض لوگ دیکھے جاتے ہیں کہ اپنے معمول اور اوراد میں ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ نمازوں کا بھی لحاظ نہیں رکھتے۔ میں نے مولوی صاحب سے سنا ہے (حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے سنا ہے) کہ بعض گدی نشین شاکت مت والوں کے منتر اپنے وظیفوں میں پڑھتے ہیں۔ میرے نزدیک سب وظیفوں سے بہتر وظیفہ نماز ہی ہے۔ نماز ہی کو سنوار سنوار کر پڑھنا چاہئے اور سمجھ سمجھ کر پڑھو اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لئے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو اس سے تمہیں اطمینان قلب حاصل ہوگا اور سب مشکلات خدا چاہے گا تو اسی سے حل ہو جائیں گی۔ نماز یاد الٰہی کا ذریعہ ہے اس لئے فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ

❁❁❁❁

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

نماز جنازہ حاضر و غائب

نمازِ جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 7 اگست 2025ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ نصرت بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مظفر احمد گوندل صاحب مرحوم (آف گوٹھ سلطان ضلع حیدرآباد۔ حال یوکے)

3/اگست 2025ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت چودھری علی محمد گوندل صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور مکرم چودھری سلطان احمد گوندل صاحب مرحوم کی بہو تھیں۔ مرحومہ گوٹھ چودھری سلطان احمد میں بطور ہیڈ ٹیچر متعین رہیں اور اپنے گاؤں کے علاوہ اردگرد کے دیہات میں بھی کثیر تعداد میں بچیوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرتی رہیں۔ مرحومہ کو مقامی سطح پر لمبا عرصہ بطور صدر لجنہ اور جنرل سیکرٹری خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ نماز اور روزہ کی پابند، تہجد گزار، قرآن کریم کی تلاوت میں باقاعدہ، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، مہمان نواز، غریب پرور نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرکزی عہدیداروں کا بہت احترام کرتی تھیں۔ بچوں کی بہت اچھی تربیت کی۔ مرحومہ جلسہ سالانہ یوکے پر آئی تھیں۔ جلسہ سے قبل عمرہ بھی ادا کیا اور حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں اور کثیر تعداد میں نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں شامل ہیں۔ آپ کی ایک بیٹی مکرمہ اسماء شاہد صاحبہ کو ایم ٹی اے پر نظمیں پڑھنے کی بھی توفیق ملتی رہی۔ آپ کے ایک بیٹے اس وقت بطور صدر جماعت گوٹھ سلطان اور ایک پوتے مکرم احمد سلطان صاحب بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ مرحومہ مکرم مبشر احمد گوندل صاحب (آف یوکے) کی بھابی تھیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم ناصر احمد صاحب
ابن مکرم شفیع احمد صاحب (کینیڈا)

8/مئی 2025ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم اللہ کے فضل سے ایک نیک، صالح، خادم دین خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ خود بھی لمبا عرصہ اورنگی ٹاؤن کراچی اور پھر کینیڈا آنے پر Weston North Toronto میں بطور صدر حلقہ خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ آپ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں وقف بعد از ریٹائرمنٹ کی درخواست دی جو حضور انور نے ازراہ شفقت قبول فرمائی اور پھر آپ بیت الاسلام مشن ہاؤس کے استقبالیہ ڈیسک پر خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ نماز باجماعت اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، رحم دل، غریب پرور، ایک نیک اور باوفا انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ گہرا محبت اور اخلاص کا تعلق تھا اور یہ تعلق اپنی اولاد میں بھی پیدا کیا۔ مرحوم کو افریقہ میں مسجد بنوانے کی بھی توفیق ملی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرمہ ریحانہ کوثر صاحبہ
اہلیہ مکرم رانا منیر احمد صاحب (فیصل آباد)

26/جنوری 2025ء کو 49 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کی ساری فیملی غیر احمدی ہے۔ انہوں نے سنہ 2000ء میں سعودی عرب قیام کے دوران MTA کے پروگراموں سے متاثر ہو کر اپنے آپ کو احمدی سمجھنا شروع کر دیا تھا اور اپنے گھر والوں کو بتا دیا تھا کہ میں احمدی ہوں۔ اس پر سارے خاندان میں ان کی مخالفت شروع ہو گئی۔ اس کے باوجود 2011ء میں باقاعدہ بیعت کر کے آپ جماعت میں داخل ہوئیں اور پھر آہستہ آہستہ اپنے شوہر کو بھی آمادہ کیا۔ دیگر خاندان والوں نے آپ سے قطع تعلق کر لیا اور مرتے دم تک کوئی تعلق اور رابطہ نہ رکھا لیکن آپ احمدیت پر قائم رہیں۔ آپ کے شوہر اور بچوں کا بھی مقامی جماعت سے بہت فعال رابطہ ہے۔ مرحومہ کی فیملی انتہائی شریف النفس اور مخلص ہے اور ساری فیملی عہدیداران کی اطاعت اور عزت کرنے والی اور تعاون کرنے والی ہے۔ مرحومہ سیکرٹری ضیافت کے علاوہ دیگر ڈیوٹیاں بھی دیتی رہیں۔

(3) مکرمہ آمنہ عبداللہ صاحبہ بنت مکرم ملک عبداللہ خان صاحب (ڈسکہ ضلع سیالکوٹ)

20/نومبر 2024ء کو 59 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ پیدائشی احمدی تھیں۔ چندہ جات اور دیگر تحریکات میں باقاعدہ تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، خوش اخلاق، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں دو بہنیں شامل ہیں۔ آپ کی بڑی بہن نائب صدر لجنہ ضلع سیالکوٹ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔

(4) مکرمہ وفا محمد اسماعیل الرواشدہ صاحبہ (اردن)

یکم جولائی 2025ء کو کینسر کی طویل بیماری سے 49 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ مخلص احمدی تھیں۔ بیماری میں بھی لجنہ کا نصاب یاد کر کے امتحان دیتی رہیں۔ آپ نے 2012ء میں بیعت کی تھی جس کی وجہ سے آپ کو گھر والوں کی طرف سے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ لوگ انہیں طعنہ دیتے تھے کہ بیماری اور سب مصائب کا سبب تمہاری بیعت ہے۔ مگر آپ تادم وفات احمدیت پر ثابت قدم رہیں۔ آپ کے شوہر ضیافت کے شعبہ میں خدمت بجا لا رہے ہیں۔ یہ دونوں اپنے اپنے خاندانوں میں اکیلے احمدی ہیں۔ مرحومہ کی دو بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ مرحومہ ہمیشہ انہیں

جماعت کے قریب لانے کی کوشش کرتی رہیں لیکن دیگر رشتہ داروں کا ان پر بہت زیادہ اثر تھا۔ مرحومہ مخلص، نیک، مسکین طبع اور ہر دل عزیز خاتون تھیں۔

(5) مکرمہ نصیرہ نزہت صاحبہ
بنت مکرم میاں اللہ یار صاحب (ربوہ)

28؍فروری 2025ء کو 56 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ تین سال کی عمر میں یتیم ہوگئی تھیں۔ پھر آپ کی والدہ ریاض بیگم صاحبہ کی شادی قاری محمد عاشق صاحب سے ہوگئی۔ مرحومہ کی کفالت قاری صاحب نے ہی کی۔ مرحومہ نے صدر لجنہ پاکپتن کے علاوہ بعض اور عہدوں پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ نہایت خوش گفتار، مہمان نواز، نیک اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ پورے خاندان کو اپنے اخلاق اور پیار سے جوڑا ہوا تھا۔ خدمت دین ان کا شعار تھا اور جماعتی عہدیداروں کا بہت احترام کرتی تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(6) مکرم انجینئر شایان احمد خان صاحب
ابن مکرم انجینئر مظفر احمد خان صاحب (پشاور)

26؍مئی 2025ء کو 31 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے والد مکرم مظفر احمد خان صاحب صوابی میں پنج پیر نامی گاؤں کے پہلے احمدی مکرم خان محمد نجیم خان صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ مرحوم کی والدہ مکرمہ صاحبزادی سیدہ امۃ الباسط صاحبہ حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہید کی پڑپوتی ہیں۔ مرحوم کو کچھ عرصہ فن لینڈ میں رہنے کا موقع ملا جہاں آپ کو مجلس خدام الاحمدیہ کی نیشنل عاملہ میں بطور معتمد اور نائب صدر خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم باعمل، فرمانبردار، قدردان، وسیع النظر انجینئر، خادم احمدیت اور خلافت کے فدائی مخلص وجود تھے۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ مرحوم خاموشی سے مالی مدد بھی کرتے تھے۔ دوران علالت یہی کہتے تھے کہ موت سے نہیں اللہ کی ناراضگی سے ڈرتا ہوں۔ ڈاکٹر حال پوچھتے تو مسکرا کر جواب دیتے کہ الحمد للہ میں ٹھیک ہوں۔ ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ ایسا صبر والا اور بلند حوصلہ مریض نہیں دیکھا۔ مرحوم سخت کمزوری میں بھی نمازوں کی کوشش کرتے تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ ایک چھوٹا بھائی اور ایک بہن شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 29؍نومبر 2025ء بعد نماز ظہر و عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 07 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1) مکرمہ ولیہ عائشہ صاحبہ بنت مکرم مرزا توصیف احمد صاحب (ربوہ) ہمراہ مکرم سید یاسر ولید احمد صاحب ابن مکرم سید خالد احمد صاحب (ناظر اعلیٰ ربوہ)

(2) مکرمہ سطوت سلیم صاحبہ بنت مکرم سلیم الدین صاحب (ناظر امور عامہ ربوہ) ہمراہ مکرم مباہل فائز احمد صاحب ابن مکرم شاہد احمد سعدی صاحب (نائب ناظر امور عامہ ربوہ)

(3) مکرمہ لائقہ احمد صاحبہ بنت مکرم مبشر احمد صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم ماہد احمد حسین صاحب (متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی) ابن مکرم عاشق حسین صاحب (جرمنی)

(4) مکرمہ عائشہ خلود توقیر صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم افضال احمد توقیر صاحب (بلجیم) ہمراہ مکرم حمزہ محمود صاحب (واقف نو) ابن مکرم اختر محمود صاحب (جرمنی)

(5) مکرمہ خافیہ لایب روحل صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم امجد روحیل صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم عمیر ذیشان احمد ابن مکرم مبشر احمد صاحب (جرمنی)

(6) مکرمہ جاذبہ ندیم بنت مکرم ندیم ظفر صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم ذیشان احمد صاحب ابن مکرم مبشر احمد صاحب (جرمنی)

(7) مکرمہ علیشہ رحمان بنت مکرم رانا محب الرحمان صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم شیراز اختر (واقف نو) ابن مکرم سرفراز اختر صاحب (جرمنی)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

☆......☆......☆

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

ساری دنیا تو دیکھ لی میں نے
میرے محبوب سا حسیں کیا ہے

(نصر الحق نصر نیپالی معلم وقف جدید ارشاد)

نوریزداں سے دل نشیں کیا ہے ❁ خلد جیسی یہ سر زمیں کیا ہے
عشق ہے جس کو کار دنیا سے ❁ اسکا دعوائے حب دیں کیا ہے
آپکے لب پے نام احمد ہے ❁ آپکے زیر آستیں کیا ہے
آپ اپنی انا کے گنبد سے ❁ نیچے اترینگے یہ یقیں کیا ہے
لن ترانی ہے آپ کا شیوہ ❁ پھر یہ ہاں و ہوں نہیں کیا ہے
یہ تو بس صبر و حوصلہ ہے میرا ❁ ورنہ اوقات نکتہ چیں کیا ہے
ہم سے پوچھو اگر نہیں معلوم ❁ کہ نیا آسماں نئی زمیں کیا ہے
دل کو پتھر میں کر نہیں سکتا ❁ پھر علاج دل حزیں کیا ہے
یوں تو باتوں سے پھول جھڑتے ہیں ❁ پر یہ صورت چیں بجبیں کیا ہے
ہو میرا بھی سخن وروں میں شمار ❁ آپکی رائے ہم نشیں کیا ہے
ساری دنیا تو دیکھ لی میں نے ❁ میرے محبوب سا حسیں کیا ہے
اٹھ گیا وہ تو کب کا محفل سے ❁ اب نصؔر یہ چیں بجبیں کیا ہے

محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان مع محترم ناظر صاحب تعلیم طلباء کے پروجیکٹس کا جائزہ لیتے ہوئے

تعلیم الاسلام سینئر سیکنڈری سکول قادیان میں سائنسی نمائش

30 نومبر 2025ء بروز اتوار تعلیم الاسلام سینئر سیکنڈری سکول قادیان کے زیر اہتمام سائنسی نمائش کا اہتمام کیا گیا۔ جس کا افتتاح محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان نے کیا۔ اس موقع پر محترم ایڈیشنل ناظر صاحب اعلیٰ جنوبی ہند، محترم ناظر صاحب تعلیم، محترم ناظم صاحب جائیداد قادیان، لجنہ کی عہدیداران، مکرم وسیم احمد فریدی صاحب سابق پروفیسر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، طلباء کے والدین اور دیگر مہمانان کرام موجود تھے۔

طلباء و طالبات نے کافی محنت اور کوشش سے اپنے علم و فن کا مظاہرہ کیا اور اپنی سائنسی و فنی تخلیقات پیش کیں اور قابل دید اور مفید پروجیکٹس پیش کئے جس کیلئے محترمہ پرنسپل صاحبہ اور سٹاف مبارکباد کے مستحق ہیں۔ یہ سب نظارہ بہت دلکش تھا۔ حاظرین طلباء کی creativity سے کافی متاثر ہوئے اور طلباء کی حوصلہ افزائی کی۔ اس موقع پر پیش کئے گئے ماڈلز کی تعداد 115 تھی۔ (پرنسپل تعلیم الاسلام سینئر سیکنڈری سکول قادیان)

جہیز اور بری کی نمائش

”شادی بیاہ کے موقع پر بعض فضول قسم کی رسمیں ہیں۔ جیسے بری کو دکھانا یا وہ سامان جو دلہا والے دلہن کے لئے بھیجتے ہیں اس کا اظہار، پھر جہیز کا اظہار۔ باقاعدہ نمائش لگائی جاتی ہے۔ اسلام تو صرف حق مہر کے اظہار کے ساتھ نکاح کا اعلان کرتا ہے۔ باقی سب فضول رسمیں ہیں۔ ایک تو بری یا جہیز کی نمائش سے اُن لوگوں کا مقصد جو صاحبِ توفیق ہیں صرف بڑھائی کا اظہار کرنا ہوتا ہے کہ دیکھ لیا ہمارے شریکوں نے بھائی بہن یا بیٹا بیٹی کو شادی پر جو کچھ دیا تھا ہم نے دیکھو کس طرح اس سے بڑھ کر دیا ہے۔ صرف مقابلہ اور نمود و نمائش ہے...... صرف رسموں کی وجہ سے، اپنا ناک اونچا رکھنے کی وجہ سے غریبوں کو مشکلات میں، قرضوں میں نہ گرفتار کریں اور دعویٰ یہ کہ ہم احمدی ہیں اور بیعت کی دس شرائط پر پوری طرح عمل کریں گے...... جبکہ بیعت کرنے کے بعد تو وہ عہد کر رہا ہے کہ ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حکومت مکمل طور پر اپنے اوپر طاری کرلے گا۔ اللہ اور رسول ہم سے کیا چاہتے ہیں، یہی کہ رسم رواج اور ہوا و ہوس چھوڑ کر میرے احکامات پر عمل کرو“ (شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ 103-102-101)

شعبہ رشتہ ناطہ
نظارت اصلاح ارشاد مرکزیہ قادیان

جلسہ سالانہ اور الٰہی تقدیریں

(محمد کلیم خان مبلغ انچارج مڈیکری صوبہ کرناٹک)

حضرت اقدس محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اسلام کی نشاۃ ثانیہ ظہور امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ مقدر تھی۔ وقت مقررہ پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگیا۔ اور آپ نے الٰہی منشاء کے مطابق اپنی بعثت کا مقصد یوں بیان فرمایا۔

خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں اور کیا یوپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ (الوصیت صفحہ 5 مطبوعہ قادیان 2005)

اسی غرض کی تکمیل کے لئے کارخانہ الٰہیہ کو قائم کیا گیا۔ اس کی پانچ شاخیں ہیں۔ چنانچہ پانچ شاخوں میں سے تیسری شاخ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

’’تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پا کر اپن اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں۔

(فتح اسلام صفحہ 20 طبع اول)

اسی تیسری شاخ کی تکمیل کا ایک اعلیٰ نمونہ ’’جلسہ سالانہ‘‘ کا قیام ہے چنانہ اس پس منظر میں جلسہ سالانہ کے لئے پہلے خصوصیت یہ ہے کہ اس کی بنیادی اینٹ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اس بارہ میں خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341 مطبوعہ لندن 1984)

پہلے جلسہ سالانہ میں جو 1891ء میں ہوا 75 خوش نصیب افراد جنہیں ہم طیور ابراہیم بھی کہہ سکتے ہیں حاضر ہوگئے اور مقام جلسہ گاہ یا مقام اجتماع جو بھی کہیں وہ مقام ’’مسجد اقصیٰ‘‘ تھا۔

جلسہ سالانہ کے قیام پر اسکی مخالفتوں کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔

ایک مولوی صاحب کی خدمت میں جو رحیم بخش نام رکھتے ہیں اور لاہور میں چینیاں والی مسجد کے امام ہیں ایک استفتا پیش کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ ایسے جلسہ پر معین پر دور سے سفر کر کے جانے میں کیا حکم ہے اور ایسے جلسہ کے لئے اگر کوئی مکان بطور خانقاہ کے تعمیر کیا جائے تو ایسے مدد دینے والے کی نسبت کیا حکم ہے۔

(منقول از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 354)

جلسہ سالانہ کی مخالفت کی پہلی کوشش تھی مگر خدا تعالیٰ کی تقدیر سے ٹکرانے والوں کا جو انجام ہوا کرتا ہے وہی ان کا انجام ہوا۔ اور جلسہ سالانہ کا انعقاد اس کی تقدیر سے ہوتا رہا۔ اور مخالفین جلسہ سالانہ کے سینوں میں سانپ لوٹتے رہے۔ یہ تو جلسہ سالانہ کی شان اور جلال کا اثر تھا اور آئندہ ہوتا بھی رہے گا۔ فتویٰ سے کام نہیں چلا تو مخالفین ہاتھ پیر مار کر راستوں میں رکاوٹ ڈال ڈال کر اور نئے نئے اور انجان لوگوں کو ورغلانے کے لئے ان کے اندر طرح طرح کے وسوسے ڈالنے لگے۔

اس مبارک جلسہ سالانہ کی میزبانی کس رنگ میں شروع ہوئی ایک ایمان افروز روایت درج کی جاتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں: ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خرچ نہ رہا۔ ان دنوں جلسہ سالانہ کے لئے چندہ ہو کر نہیں جاتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے پاس سے ہی صرف فرماتے تھے۔ میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے آکر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سامان نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت کر کے سامان کرلیں۔ چنانچہ زیور فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچا دیا۔ دو دن کے بعد پھر میر صاحب نے رات کے وقت میری موجودگی میں کہا کہ کل کے لئے پھر کچھ نہیں۔ فرمایا کہ ہم نے برعایت ظاہری اسباب کے انتظام کر دیا تھا۔ اب ہمیں ضرورت نہیں۔ جس کے مہمان ہیں وہ خود کرے گا۔ اگلے دن آٹھ یا نو بجے صبح جب چٹھی رسان آیا تو حضور نے میر صاحب کو اور مجھے بلایا۔ چٹھی رساں کے ہاتھ میں دس پندرہ کے قریب منی آرڈر ہوں گے۔ جو مختلف جگہوں سے آئے ہوئے تھے۔ سو سو پچاس پچاس روپیہ کے۔ اور اُن پر لکھا تھا کہ ہم حاضری سے معذور ہیں۔ مہمانوں کے صرف کے لئے یہ روپے بھیجے جاتے ہیں۔ وہ آپ نے وصول فرما کر توکل پر تقریر فرمائی۔ اور چند آدمی تھے۔ جہاں آپ کی نشست تھی۔ وہاں کا یہ ذکر ہے۔ فرمایا کہ جیسا کہ ایک دنیا دار کو اپنے صندوق میں رکھے ہوئے روپوں پر بھروسہ ہوتا ہے کہ جب چاہوں گا نکال لوں گا۔ اس سے زیادہ اُن لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر یقین ہوتا ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب ضرورت ہوتی ہے۔ فور خدا تعالیٰ بھیج دیتا ہے۔

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 98-97)

اس جلسہ سالانہ میں حاضر ہونے والوں کا مقصد بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:

’’اس جلسہ میں ایسے حقایق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں اور نیز اُن دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کیلئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کیلئے بدرگاہ حضرت عزت جَلَّ شَانُہٗ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 303)

چنانچہ اس پاکیزہ مطمع نظر کے ساتھ جاری ہونے والے جلسے کی ایک ادنیٰ جھلک المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ میں یوں بیان کی جاتی ہے۔ آپ نے یہ خطاب جلسہ سالانہ ربوہ 28 دسمبر 1953ء کے موقعے پر فرمایا:

’’اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دُنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اُٹھیں تاکہ تمہاری دردناک آوازوں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادت توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہوجائے۔ اسی غرض کے لئے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اسی غرض کے لئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔ سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہوجاؤ۔ محمد رسول اللہ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو دینا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دُنیا میں قائم ہوتی ہے۔ پس میری سنو! اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔ میری آواز نہیں میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔ تم میری مانو! خدا تمہارے ساتھ ہو! خدا تمہارے ساتھ ہو!! خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دُنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔‘‘

(سیر روحانی مکمل صفحہ 620 مطبوعہ قادیان 2005)

آسمانی بادشاہت کے موسیقاروں کو جلسہ سالانہ میں امام جماعت کی یہ پکار اور نعرہ ہائے تکبیر سے لبیک لبیک کا جواب دینے والے طیور ابراہیمی کی یہ شان اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی تقدیر تھی۔ جس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ جس طرح حضرت امام ابوحنیفہ رحمت اللہ علیہ کی مقبولیت عامہ کو دیکھ کر وقت کے ملاؤں نے حاکم وقت کو ڈرایا کہ اس (ابوحنیفہ) کو کنٹرول کرو ورنہ تمہارا تختہ پلٹ دینے میں دیر نہیں لگے گی۔ اور ایکشن بھی لیا۔ چنانچہ ملاؤں کی یہ روح ان کی باقیات میں بھی آگئی تھی۔ اور ان ہی کے اخلاف نے جب پاکستان کی سرزمین سے یہ آواز سنی تو ملاؤں کو بڑی تکلیف ہوئی اور حکومت وقت کو ڈرایا کہ ان جلسہ سالانہ والوں کو کنٹرول کرو ورنہ تختہ پلٹ جانے میں دیر نہیں لگے گی۔ تاہم پھر چلتے چلتے 1973 کا دور آیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے صد سالہ جوبلی کی تحریک کردی۔ جلسہ سالانہ سے یہ اعلان ہونا تھا کہ لاہوں میں ISLAMIC SUMMIT ہوگیا۔ حکومتوں نے مل کر ٹکر لے لی۔ اور سمجھ لیا تھا کہ ان کے جلسہ سالانہ سمیت جماعت کو بھی ختم کر دیا جائے گا۔ ان بے چاروں کو خدا تعالیٰ کی تقدیر کا علم نہیں تھا۔ چنانچہ بعد میں بھٹو والے فیصلہ کو نا کافی سمجھا گیا اور 1984 آرڈیننس جاری کیا گیا۔ اور جلسہ سالانہ ربوہ کو حکومتی طاقت کے ذریعہ سے روک دیا گیا۔ اس طرح 1983 کے دسمبر کا جلسہ سالانہ ربوہ میں آخری جلسہ ثابت ہوا۔ کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی جلالی شان کے بعد جمالی شان دکھانے کا وقت بھی آگیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لندن میں جلسے ہونے لگے۔ جرمنی میں جلسے ہونے لگے۔ امریکہ، کینیڈا، غانہ اور نائجیریا غیرہ ملکوں میں بھی جلسہ سالانہ ہونے لگے۔ پھر MTA کے واسطے سے یہ جلسہ عالمگیر جلسہ ہونے لگے۔ یعنی صرف جلسہ گاہ میں بیٹھنے والے ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے لوگ دور ہوئے بھی ان جلسوں میں سٹلائٹ کی مدد سے شامل ہونے لگے۔ سچ ہے کہ

’’کوئی ہے جو خدا کے کام کو روک سے‘‘

عالمگیر جلسہ اور عالمی نوعیت کا جلسہ ہونے کی وجہ سے دنیا میں کہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ جلسہ سالانہ لندن کا وقت ہوتا ہے تو HETHROW ایرپورٹ پر طیور ابراہیمی جوق در جوق ایک نظام کے تغت نازل ہوتے ہیں تو ایرپورٹ کے عمل کے تمام افراد کی زبان پر ’’جلسہ سالانہ ‘‘ ’’جلسہ سالانہ‘‘ کا غلغلہ ہوتا ہے جبکہ وہ لوگ انگریزی بولنے والے ہوتے ہیں پھر یہ بھی شان ہے کہ غیر مسلم معزز مہمانان کرام ملکوں اور حکومتوں کے نمائندے یا تو خود شوق سے شریک ہوتے ہیں یا اپنے پیغامات بھیجتے ہیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر علاقہ کے اخبارات تو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے خاص نمبر اور SUPPLEMENT بھی شائع کرتے ہیں۔ طیور ابراہیمی کی مانند اس جلسہ میں شامل ہونے کے لے زمینی راستے سے اور آبی (SHIP) راستہ سے نیز آسمان سے اڑتے ہوئے فضائی راستوں سے بھی شریک ہوتے ہیں بلکہ CHARTERED FLIGHT سے آکر شامل ہوتے ہیں۔ یہ ہے مخالفین جلسہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی شان احمدیت کے حق میں۔ ان نشانوں کو گننا آسان نہیں۔ فی الوقت صف ایک دلچسپ واقعہ حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں جلسہ سالانہ کی برکت کے حوالے سے درج کیا جاتا ہے۔

’’حافظ روشن علی صاحب مرحوم سنایا کرتے تھے اور میں بھی اس کا ذکر کر چکا ہوں کہ جلسہ سالانہ کے ایام میں ایک جماعت ایک طرف سے آرہی تھی اور دوسری دوسری طرف سے۔ حافظ صاحب کہتے ہیں کہ: میں نے دیکھا وہ دونوں گروہ ایک دوسرے سے ملے اور رونے لگ گئے۔ میں نے پوچھا۔ تم کیوں روتے ہو؟ وہ کہنے لگے ایک حصہ ہم میں سے وہ ہے جو پہلے ایمان لایا اور اس وجہ سے دوسرے حصہ کی طرف سے اسے اس قدر دُکھ دیا گیا اور اتنی تکالیف پہنچائی گئیں کہ آخر وہ گاؤں چھوڑنے پر مجبور ہوگیا پھر ہمیں ان کی کوئی خبر نہ تھی کہ کہاں چلے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے احمدیت کا نور ہم میں بھی پھیلایا اور ہم جو احمدیوں کو اپنے گھروں سے نکالنے والے تھے خود احمدی ہوگئے۔ ہم یہاں جو پہنچے تو اتفاقاً اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت ہمارے وہ بھائی جنہیں ہم نے اپنے گھروں سے نکالا تھا دوسری طرف آ نکلے۔ جب ہم نے ان کو آتے دیکھا تو ہمارے دل اس درد کے جذبہ سے پُر ہوگئے کہ یہ لوگ ہمیں ہدایت کی طرف کھینچتے تھے مگر ہم اُن سے دشمنی اور عداوت کرتے تھے یہاں تک کہ ہم نے ان کو گھروں سے نکلنے پر مجبور کر دیا آج خدا نے اپنے فضل سے ہم سب کو اکٹھا کر دیا۔ اس واقعہ کی یاد سے ہم چشم پُرآب ہوگئے۔‘‘ (انوار العلوم جلد 13 صفحہ 87)

اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ 2025ء میں شامل ہونے والے تمام مہمانان کرام کی حفاظت فرمانے اور سب کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے وافر حصہ فرمائے۔ (آمین)

❋❋❋❋

طلباء کارنر

تعلیم و کیریئر کی رہنمائی: کون سا شعبہ منتخب کریں؟

آج کے دور میں طلباء کے سامنے سب سے اہم سوال یہ ہوتا ہے کہ مستقبل کے لیے کون سا شعبہ منتخب کیا جائے؟ بدلتی ہوئی ٹیکنالوجی، عالمی مقابلہ اور نئی ابھرتی ہوئی مہارتوں نے کیریئر کے راستوں کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔ ایسے میں درست فیصلہ وہی طالب علم کر پاتا ہے جو اپنے رجحانات، صلاحیتوں اور مارکٹ کی ضرورت تینوں کو سمجھ کر قدم اٹھائے۔

اپنی دلچسپی کو پہچانئے

شعبہ منتخب کرنے کا پہلا اصول یہ ہے کہ طالب علم اپنی دلچسپی اور فطری رجحان کو پہچانے۔ وہ کام جسے کرنے میں خوشی محسوس ہو، وہی طویل عرصے تک کامیابی دلاتا ہے۔ اگر کوئی طالب علم حساب میں دلچسپی رکھتا ہے تو انجینئرنگ، اکاؤنٹنگ یا ڈیٹا سائنس اُس کے لیے موزوں ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی کا رجحان انسانیت اور سماجی خدمت کی طرف ہے تو طب، تدریس، سوشل ورک یا نفسیات بہتر انتخاب ہو سکتے ہیں۔

صلاحیتوں کا جائزہ لیں

دلچسپی کے ساتھ ساتھ اپنی صلاحیتوں کا صحیح اندازہ لگانا بھی ضروری ہے۔ ہر طالب علم ہر شعبے کے لیے موزوں نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر انجینئرنگ یا آئی ٹی میں جانے کے لیے منطقی سوچ اور ریاضی میں مضبوطی ضروری ہے، جبکہ آرٹس اور میڈیا کے شعبوں میں تخلیقی صلاحیت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ طلباء کو چاہیئے کہ وہ اپنی طاقت اور کمزوریوں کا جائزہ ٹیسٹ، اساتذہ کی رائے اور خود احتسابی کے ذریعے لیں۔

صرف دلچسپی اور صلاحیت کافی نہیں، بلکہ وقت کا تقاضا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ آج کے دور میں جو شعبے تیزی سے بڑھ رہے ہیں اُن میں انفارمیشن ٹیکنالوجی، ڈیٹا سائنس، مصنوعی ذہانت، سائبر سیکیورٹی، میڈیکل ٹیکنالوجی، ای کامرس، بزنس اینالیٹکس اور قابلِ تجدید توانائی شامل ہیں۔ اسی طرح بعض روایتی شعبے جیسے طب، انجینئرنگ، قانون اور تدریس آج بھی مضبوط بنیاد رکھتے ہیں۔ طلباء کو چاہیے کہ وہ مستقبل میں موجود مواقع اور روزگار کے رجحان کو ضرور دیکھیں۔

مشورہ لینے میں ہچکچاہٹ نہ کریں

شعبے کے انتخاب میں صرف خاندان یا دوستوں کی رائے پر انحصار کرنا دانشمندی نہیں۔ بہتر ہے کہ طلباء کیریئر کونسلر، اساتذہ اور متعلقہ شعبوں کے ماہرین سے رہنمائی لیں۔ عملی زندگی میں کام کرنے والوں سے بات کرنے سے حقیقی تصویر سمجھ میں آتی ہے۔

وقت کے دباؤ، مقابلے یا دوسروں کے فیصلے کو دیکھ کر شعبہ منتخب کرنا اکثر غلط نتائج پیدا کرتا ہے۔ ہر طالب علم کو چاہیے کہ وہ فیصلہ سوچ سمجھ کر، معلومات کے ساتھ اور دل و دماغ دونوں کے اطمینان کے بعد کرے۔ صحیح منتخب کیا گیا شعبہ نہ صرف کامیابی کا راستہ کھولتا ہے بلکہ زندگی بھر کی خوشی اور اعتماد بھی بخشتا ہے۔

---

130 واں جلسہ سالانہ قادیان
26، 27، 28 دسمبر 2025ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 130 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2025ء کیلئے مورخہ 26، 27، 28 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ قادیان)

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

بقیہ مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کی حضور انور سے ملاقات از صفحہ 10

حضورِانور نے اس خادم سے دریافت فرمایا کہ کیا کبھی رونے کی کیفیت پیدا ہوئی ہے یا کبھی سجدے میں بہت زیادہ گڑگڑائے ہیں؟ خادم نے اس کا اثبات میں جواب دیا تو حضورِانور نے مزید دریافت فرمایا کہ تو پھر وہاں دعا کرتے کرتے کبھی ایک جگہ جا کے سکون میسر آیا ہے؟ خادم نے دوبارہ اثبات میں جواب دیا تو اس پر حضورِانور نے فرمایا کہ بس! پھر وہی دعا کی قبولیت ہوگی۔

ایک خادم نے حضورِانور کی خدمت میں عرض کیا کہ جماعت کے بعض ممبران بعض دوسرے عہدیداران کے رویّہ کی وجہ سے خود کو جماعت سے دُور کر لیتے ہیں۔ نیز اس کی بابت راہنمائی طلب کی کہ ہم بحیثیتِ خدام فعّال طور پر نظامِ جماعت کی خوبصورتی اور اس کے مقصد کو دوسروں پر واضح کیسے کر سکتے ہیں تا کہ وہ انفرادی کمزوریوں اور نظام کے تقدس میں فرق کر سکیں؟

حضورِانور نے اس حوالے سے توجہ دلائی کہ مَیں کئی دفعہ بتا چکا ہوں کہ ان لوگوں کو بتائیں کہ تم نے اس office holder کی بیعت نہیں کی ہوئی۔ تم نے دین کو سمجھا، مسیح موعود علیہ السلام کو سچا سمجھا، خلافت کو حق پر سمجھا تو تم نے بیعت کر لی۔ اب اگر یہ بندہ جس کو تم لوگوں نے خود ہی کسی office کے لیے elect کیا ہے۔ وہ سیکرٹری تربیت ہے یا صدر جماعت ہے یا جنرل سیکرٹری ہے یا سیکرٹری امور عامہ ہے۔ اگر تم نے خود select کیا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس غلطی کی وجہ سے اللہ میاں تمہیں آزمانا چاہتا ہے۔

اس لیے تمہارا کام یہ ہے کہ اطاعت کرو۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارے سر پر کوئی منقّے کے سر والا یعنی بالکل بے عقل آدمی بھی امیر بنا دیا جائے تو اس کی بھی اطاعت کرو۔ لیکن اپنے grievances کو اپنی جماعت کے ساتھ اور اپنے دین کے ساتھ بریکٹ نہ کرو۔ اور office holder تو چھ سال بعد ختم ہو جائے گا، لیکن تم اگر اس سے ہٹو گے تو دین مستقل ضائع کر لو گے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لے لو گے۔ اس لیے دین کو ان باتوں سے علیحدہ رکھو اور office holder کا بھی کام ہے کہ آپ لوگ ان کو سمجھائیں جو اُن کے واقف ہیں کہ آپ کی وجہ سے لوگ خراب ہو رہے ہیں، اس لیے اپنے attitude کو ٹھیک کرو، لوگوں سے رویّہ درست کرو اور ان سے نرمی سے پیش آؤ اور ان کی ضروریات کا خیال رکھو نہ یہ کہ arrogance یا تکبّر پیدا ہو جائے کہ ہمیں کوئی عہدہ مل گیا ہے۔

عہدیدار خدمت کو عہدہ نہ سمجھے بلکہ اپنے آپ کو خادم سمجھے پھر زیادہ مشکلات نہیں ہوں گی۔ باقی سیکرٹری تربیت یا صدر جماعت کو لوگوں کے سامنے کسی کی بُرائی نہیں بیان کرنی چاہیے۔ کسی نے اپنے بھائی کی تربیت کرنی ہے یا آپ تربیت کرنی چاہیں تو اس کو علیحدگی میں جا کے سمجھاتے ہیں نہ یہ کہ لوگوں کے سامنے بیٹھ کے تو اس کا ذکر کرنا شروع کر دیں۔ اسی طرح مومن کو ہر دوسرے مومن کو بھائی سمجھنا چاہیے۔ office holder کو ہر جماعت کے فرد کو اپنا بھائی سمجھنا چاہیے اور اس کی تربیت علیحدہ کر کے ہمدردی کے جذبے سے نہ کہ اپنی کوئی بڑائی بیان کرنے سے کرنی چاہیے۔

ہمارا سسٹم اس لیے ہے کہ اصلاح ہو نہ یہ کہ سسٹم یہ ہے کہ کچھ لوگوں کے ہاتھ میں پاور (power) دے کے وہاں کوئی supremacy قائم کروانی ہے، وہاں تکبّر کا اظہار کرانا ہے، ہرگز نہیں! یہ تو عاجزی ہے، بھائی چارہ ہے، آپس میں محبّت ہے۔ ایک سسٹم کو چلانے کے لیے ہم نے ایک سسٹم بنایا ہے۔ اس لیے نہیں بنایا کہ وہاں ہم دوسروں کو دَوڑا دیں بلکہ قرآن شریف میں تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فرمایا ہے کہ تم لوگوں سے پیار اور نرمی کا سلوک کرو، اگر ان پر سختی کی اور سختی سے پیش آئے تو یہ لوگ دَوڑ جائیں گے۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا بلند مقام ہے، اگر اللہ تعالیٰ ان کو بھی warning دے سکتا ہے کہ دَوڑ جائیں گے تو پھر ہم کیا چیز ہیں؟ اس لیے ہر ایک سے پیار اور محبّت سے بات کرنی چاہیے۔

اسی خادم کو حضورِانور کی خدمت میں اپنا دوسرا اَور بحیثیت مجموعی اس مجلس کا آخری سوال پیش کرنے کی بھی توفیق ملی جو یہ تھا کہ ہم قرآن کریم کی خدمت کے لیے کیا طریقہ اپنا سکتے ہیں؟

اس کے جواب میں حضورِانور نے فرمایا کہ قرآن کریم کی خدمت کیا ہے؟ قرآنِ کریم کی خدمت یہ ہے کہ پڑھو، علم حاصل کرو اور اس تعلیم کو پھیلاؤ۔

قرآن کریم میں بہت سارے احکام ہیں۔ آپ اس ماڈرن سوسائٹی میں اچھے اخلاق کی باتیں اس میں سے حکم نکال کے قرآن شریف کے دیں۔ امن کی باتیں ہیں، محبّت کی باتیں ہیں، پیار کی باتیں ہیں، یتیم کی خدمت کرنے کی باتیں ہیں۔ یہ سوسائٹی میں لوگوں کو بتائیں تو لوگوں کو توجہ پیدا ہوگی کہ ہاں! قرآن میں تو اتنے حکم دیے ہوئے ہیں۔ تو وہ آپ کی بات سنیں گے۔ یہی قرآن کریم کی خدمت ہے۔

پھر جس جس طرح دین کی تعلیم پھیلے گی تو لوگ اسلام اور دین کے قریب آئیں گے اور سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ جو احکام ہیں وہ اپنے اوپر لاگو کریں۔ آپ کا نمونہ دیکھ کے پھر لوگوں کو خود ہی توجہ پیدا ہوگی۔ اور کوشش یہ کریں کہ ہر جگہ ہم نے قرآن کی تعلیم کو پھیلانا ہے اور ہر حالات کے مطابق پھیلانا ہے۔ یہ تو نہیں کہ atheist کو کہہ دیں کہ نماز پڑھو، وہ تو کہے گا کہ مَیں نہیں پڑھتا، تم نے جو کرنا ہے کر لو۔ تو پھر اسی کا بتاؤ کہ قرآن کہتا ہے کہ اپنے ہمسائے کا خیال رکھو، قرآن کہتا ہے کہ اپنے والدین کا خیال رکھو، قرآن کہتا ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت صحیح طرح کرو اور ان کو قتل نہ کرو تو مطلب یہی ہے کہ اگر تم ان کی بُری تربیت کر رہے ہو تو ان کو قتل کرنے کے ہی برابر ہے۔ اپنے ماں باپ کا عزت و احترام کرو، اپنے بھائیوں کا عزت و احترام کرو اور صبر اور حوصلہ دکھاؤ، سچائی پر قائم رہو اور انصاف قائم کرو۔ ہمسایوں کے حقوق اس حدّ تک ہیں کہ تمہارے ساتھ چلنے والے مسافر، تمہارے کام کرنے والے سارے تمہارے ورکر (worker)، یہ سب تمہارے ہمسائے ہیں، ان کی عزت اور احترام کرو اور ان کی عزت کا خیال رکھو۔ تو یہ تعلیم ہمیں قرآن کریم دیتا ہے۔ یہ باتیں کرو گے تو انکو توجہ پیدا ہو گی کہ قرآن کریم میں یہ کچھ لکھا ہوا ہے۔ تو یہی اس کی خدمت ہے کہ اسکی تعلیم کو عام کیا جائے۔

ملاقات کے اختتام پر شاملینِ مجلس کو حضورِانور کے ہمراہ گروپ تصویر بنوانے اور بطورِ تبرک قلم حاصل کرنے کی سعادت ملی نیز حضورِانور نے ان کے قیام و طعام کے انتظامات وغیرہ کے بارے میں بھی دریافت فرمایا۔

آخر پر حضورِانور نے سب شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عطا فرمایا۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 12 دسمبر 2024ء)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 11 December - 2025 Issue. 50

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

غزوۂ تبوک اور بعض سرایہ کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا بیان

غزوۂ تبوک کا سفر ایسا پُرحکمت اور بابرکت ثابت ہوا کہ سارے عرب میں مسلمانوں کا رعب بیٹھ گیا اور تھوڑی ہی دیر میں سارے عرب پر اسلام کا جھنڈا الہرانے لگا

آنحضرت ﷺ کا آخری غزوہ، غزوہ تبوک تھا اور آخری سریہ جسے آپؐ نے روانہ فرمایا وہ لشکرِ اسامہ تھا

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۵ر دسمبر ۲۰۲۵ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ خطبہ میں حضرت کعب بن مالک اور دوسرے صحابہ کا غزوہ تبوک میں پیچھے رہ جانے اور اس پر آنحضرت ﷺ کی ناراضگی کا ذکر ہو ا تھا۔

اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے بھی ذکر فرمایا ہے اور جماعت کو نصیحت فرمائی ہے۔ یہ ۱۹۳۶ء کی بات ہے۔ آپؓ اس واقعہ کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ یہاں (قادیان) میں تو مَیں نے دیکھا ہے کہ جن لوگوں سے بات چیت منع ہے وہ محلوں میں احمدیوں کے محلے میں بھی چلے جاتے ہیں، محلے والے سوئے رہتے ہیں کہ ان کو پتا ہی نہیں لگتا۔ یہاں کے بعض احمدی سانپوں کو پالتے ہیں مگر وہ یاد رکھیں کہ یہ سانپ نہ خدا کو ڈس سکتے ہیں، نہ خدا کے رسول کو اور نہ خلیفہ کو۔ یہ انہی کو ڈسیں گے جو ان کو پالتے ہیں۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے محفوظ ہیں کیونکہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں لے لے اس کو کون ڈس سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اُس زمانے میں بعض فتنے اٹھے تھے جس وجہ سے حضورؓ کو یہ فرمانا پڑا۔

غزوۂ تبوک کا سفر ایسا پُرحکمت اور بابرکت ثابت ہوا کہ سارے عرب میں مسلمانوں کا رعب بیٹھ گیا اور تھوڑی ہی دیر میں سارے عرب پر اسلام کا جھنڈا الہرانے لگا۔

اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ تبوک سے واپسی کے بعد طائف کے لوگوں نے بھی اطاعت قبول کر لی اور اس کے بعد عرب کے متفرق قبائل نے بھی باری باری آ کر اسلامی حکومت میں داخلے کی اجازت چاہی اور سارے عرب پر اسلامی جھنڈا الہرانے لگا۔

غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد ایک سریہ بھی ہوا تھا جسے سریہ حضرت خالد بن ولیدؓ کہا جاتا ہے جو نجران میں بنوعبدالمدان جو بنوحارث بن کعب میں سے تھے ان کی طرف تھا۔ عبدالمدان جس کی طرف قبیلے کی نسبت کی گئی ہے بنوحارث کا جدامجد تھا اور اس کا نام عمرو بن یزید تھا۔ ابن سعد کی روایت کے مطابق یہ سریہ ربیع الاول دس ہجری کو پیش آیا جبکہ ابن ہشام کے مطابق یہ سریہ ربیع الآخر یا جمادی الاول دس ہجری کو ہوا۔ سیرت خاتم النبیین میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے سریہ خالد بن ولید بطرف نجران کی تاریخ ربیع الاول دس ہجری بیان کی ہے۔ بہرحال اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ آپ نے حضرت خالد کو حکم دیا کہ لڑنے سے پہلے تین بار ان کو دعوت اسلام دینا۔ اگر وہ قبول کریں تو بہتر ہے ورنہ پھر جنگ کرنا۔ یعنی اگر جنگ کی کوشش کریں تو تم پھر بھی تین دفعہ ان کو اسلام کی تعلیم کی دعوت دینا۔ اگر پھر بھی جنگ کرنا چاہیں تو پھر ٹھیک ہے جنگ کروان سے۔ چنانچہ حضرت خالدؓ نے ایسا ہی کیا اور یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ چنانچہ حضرت خالد، نے ان میں قیام کر لیا یعنی تبلیغ کی صرف جنگ نہیں ہوئی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ حضرت خالد نے ان میں قیام کر لیا اور ان کو اسلام کتاب اللہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تعلیم دینی شروع کی اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد کو حکم دیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس بن حسین کو بنو حارث کا امیر مقرر فرمایا اور شوال کے آخر یا ذوالقعدہ کے شروع میں ان لوگوں کو رخصت فرمایا۔ ان لوگوں کے اپنی قوم میں پہنچنے کے چار مہینے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ غزوہ تبوک تھا اور آخری لشکر یا سریہ جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا وہ لشکر اسامہ تھا۔

لشکر اسامہ کی تیاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو روز قبل بروز ہفتہ مکمل ہوئی اور اس کا آغاز آپ کی بیماری سے قبل ہو چکا تھا۔ آپ نے ماہ صفر کے آخر میں رومیوں سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ حضرت اسامہ کو بلایا اور فرمایا اپنے والد کی شہادت گاہ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ حضرت زید کو جہاں شہید کیا گیا تھا پہلی جنگ میں آپ نے فرمایا کہ وہاں جاؤ اور انہیں یعنی دشمنوں کو گھوڑوں سے روند ڈالو۔ میں نے تم کو اس لشکر کا امیر مقرر کیا ہے۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلقاء اور داروم کو گھوڑوں کے ذریعہ روند ڈالو۔ بلقاء ملک شام میں واقع ایک علاقہ ہے جو دمشق اور وادی القریٰ کے درمیان میں ہے۔ داروم مصر جاتے ہوئے فلسطین میں غزہ کے بعد ایک مقام ہے اور ملک شام کے لئے روانگی کا ارشاد کرتے ہوئے فرمایا پھر صبح ہوتے ہی اہل ابناء پر حملہ کرو۔ ابناء ملک شام میں بلقاء کی جانب ایک جگہ کا نام ہے اور فرمایا کہ تیزی کے ساتھ سفر کرو تا ان تک اطلاع پہنچنے سے پہلے پہنچ جاؤ۔ پس اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی عطا کرے تو وہاں قیام مختصر رکھنا اور اپنے ساتھ راستہ دکھانے والے لے جانا اور مخبروں اور جاسوسوں کو اپنے آگے روانہ کر دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کے لئے اپنے ہاتھ سے ایک جھنڈا باندھا پھر کہا اللہ کے نام کے ساتھ اس کی راہ میں جہاد کرو اور اس سے جنگ کرو جس نے اللہ کا انکار کیا اور دھوکہ نہ دو۔ بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرو اور دشمن سے مقابلے کی تمنا نہ کرو۔ یہ فقرہ بھی دشمن کے خطرے کے مقابلے کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ دشمن اگر حملہ کرے تو کرنا ہے لیکن تم نے مقابلے کی تمنا نہیں کرنی دشمن سے۔ پس فرمایا کہ بیشک تمہیں معلوم نہیں شاید تم اس کی وجہ سے آزمائے جاؤ لیکن تم یہ کہو کہ اے اللہ تو ہمیں ان کے مقابلے میں کافی ہو جیسا تو چاہے اور ان کی جنگ کو ہم سے دور کر دے۔ یہ دعا بھی سکھائی کہ جنگ ضروری نہیں ہے جنگ ٹل سکتی ہے تو ٹالو۔ پس اگر ان کی تمہارے ساتھ مڈھ بھیڑ ہو جائے لیکن پھر بھی اگر جنگ ہو جائے اور وہ اکٹھے ہو کر شور کریں تو تمہارے اوپر وقار اور خاموشی لازم ہے۔ پھر خاموشی سے اور وقار سے جنگ کرو اور تم آپس میں نہ جھگڑو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا رعب اور دبدبہ جاتا رہے گا۔ اکائی پیدا کرو اپنے اندر اور تم کہو اے اللہ ہم تیرے بندے ہیں اور وہ بھی تیرے بندے ہیں۔ تمہاری پیشانیاں اور ان کی پیشانیاں اسکے قبضہ قدرت میں ہے اور تو ہی ان سے کافی ہو سکتا ہے اور تم جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔

حضرت اسامہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ سے بندھا ہوا جھنڈا لے کر نکلے اور اسے حضرت بریدہ بن حسیب کے سپرد کیا اور جرف مقام پر لشکر کو جمع کیا۔

ایک روایت کے مطابق جب حضرت اسامہ کا لشکر ذوخشب میں تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تھی۔ ذوخشب بھی مدینہ سے ایک رات کی مسافت پر واقع ہے شام کے راستے پر یہ وادی ہے لیکن بہرحال یہ لوگ واپس آئے۔

جب آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی گئی تو حضرت ابوبکر نے حضرت بریدہ بن حسیب کو حکم دیا کہ جھنڈا لے کر اسامہ کے گھر جاؤ کہ وہ اپنے مقصد کے لئے روانہ ہوں۔ حضرت بریدہ جھنڈے کو لشکر کی پہلی جگہ پر لے آئے۔ اس لشکر کی تعداد تین ہزار بیان کی جاتی ہے جس میں سے ایک ہزار گھڑ سوار تھے اور ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت اسامہ بن زید کو سات سو آدمیوں کے ساتھ شام کی طرف بھیجا گیا تھا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے روز حضرت ابوبکر نے منادی کرا دی کہ اسامہ کی مہم پایہ تکمیل کو پہنچے گی۔ اسامہ کے لشکر میں سے کوئی شخص بھی مدینہ میں باقی نہ رہے مگر یہ کہ وہ سب جرف میں ان کے لشکر میں جا ملیں۔

یہ لشکر جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کامیاب ہو کر واپس آیا۔ دشمن یا قتل ہوا یا قیدی بن گیا۔ اس جنگ میں کسی مسلمان کا بھی کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ روایات کے مطابق یہ لشکر چالیس سے لے کر ستر روز تک باہر رہنے کے بعد مدینہ واپس پہنچا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکر کی محبت تھی کہ اسامہ کے جس جھنڈے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے گرہ لگائی تھی اور حضرت ابوبکر نے فرمایا تھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ابن ابوقحافہ اس جھنڈے کی گرہ کھول دے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے لگائی ہے چنانچہ لشکر اسامہ کی واپسی پر اس جھنڈے کی گرہ نہ کھولی گئی اور وہ جھنڈا بعد میں بھی حضرت اسامہ کے گھر میں ہی رہا یہاں تک کہ حضرت اسامہ کی وفات ہو گئی۔ اللھم صل علیٰ محمد و اٰل محمد

غزوات کا یہ سلسلہ اب ختم ہوا۔ آئندہ سیرت کے کچھ اور پہلو دیکھنے ہوں گے انشاء اللہ۔

آخر پر سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دو مرحومین مکرم عزیز الرحمن خالد صاحب مربی سلسلہ امریکہ اور مکرم ایدی حمایدی صاحب آف انڈونیشیا کا ذکر خیر فرمایا۔ حضور انور نے دونوں مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی۔

⁂

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad